28

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

13 تا 19 صفر المظفر 1448ھ / 28 جولائی تا 3 اگست 2026ء

مسلمان حکومتوں کا انحراف

مسلمان حکومتیں آج عدالت، سیاست اور انتظام ہر لحاظ سے اسلامی شریعت سے منحرف ہو چکی ہیں۔ اسلام کے بنیادی اصولوں کو اُنہوں نے اس طرح فراموش کر دیا ہے کہ آج آزادیٔ فکر، مساوات اور انصاف کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے۔ اسلام کے واجبات کو اُنہوں نے نظر انداز کر رکھا ہے۔ ملتِ مسلمہ میں اتحاد، خیر خواہی اور باہمی تعاون کے جذبات کا خطرناک حد تک فقدان ہے۔ یہ حکومتیں ظلم، وحشت اور بہیمیت پر دلیر ہو گئی ہیں۔ معاشرے کی عمارت کو فساد، تخریب کاری، گناہ اور نافرمانی، بغاوت اور سرکشی کی بنیادوں پر استوار کر رہی ہیں۔ اِن لوگوں نے اسلام کے دشمنوں کو اپنا دوست بنالیا ہے، حالانکہ اسلام ایسی دوستیوں کا سخت سے مخالف ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے معاملات میں اپنے اُن کافر دوستوں کی آراء سے فیصلے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اطاعت اُن کے لیے قطعاً جائز نہیں۔ اس لیے مسلمان حکمران اسلام کی موجودہ حالت کے لیے دوسرے تمام لوگوں سے بڑھ کر جوابدہ ہیں۔ ہوسکتا ہے دنیا میں وضعی قوانین اُنہیں جوابدہی سے مستثنیٰ کر دیں، لیکن روزِ قیامت اللہ کے ہاں انہیں چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے عمل کا جواب دینا ہوگا۔

عبدالقادر عودہ شہیدؒ
اسلام کا نظامِ قانون

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

مقبوضہ کشمیر اور مقبوضہ فلسطین کی پکار!

حصولِ علم کا اسلامی نظریہ

اُمّتِ مسلمہ کے لیے نجات کی راہ...

اُمّتِ اسلامیہ کی زبوں حالی اور اس کا اصل علاج

محوِ حیرت ہوں......

امتِ مسلمہ کے احیاء کا اصل راستہ

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1192

تسخیرِ کائنات اور ظاہری و باطنی نعمتیں

سُوْرَۃُ لُقْمٰن — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیت: 20

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ؕ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ہُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾

آیت ۲۰: ﴿اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ ’’کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے‘‘

تم لوگ غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی ساری مخلوق کو تمہاری خدمت کرنے اور تمہیں سہولیات بہم پہنچانے پر مامور کر دیا ہے۔

﴿وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ؕ﴾ ’’اور اُس نے اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں تم پر مکمل کر دی ہیں۔‘‘

اللہ کی ان نعمتوں سے ہم دن رات مستفیض ہو رہے ہیں۔ ان میں سے کئی نعمتیں تو ایسی ہیں جنہیں ہم دیکھتے بھی ہیں اور محسوس بھی کرتے ہیں مگر اس کی بے شمار نعمتوں کے بارے میں ہمیں کبھی احساس بھی نہیں ہوا۔ مثلاً ہمارے وجود کے اندر اللہ کی قدرت سے کیسے کیسے نظام خود بخود مصروفِ عمل ہیں، لیکن عام طور پر ہمیں ان کے بارے میں احساس نہیں ہوتا۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ہُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾﴾ ’’اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے کہ اُن کے پاس کوئی علم ہو، یا کوئی ہدایت ہو، یا کوئی روشن کتاب ہو۔‘‘

ایسے لوگ اللہ کی ذات، اُس کی آیات اور اُس کے احکام کے بارے میں طرح طرح کے سوالات اُٹھاتے ہیں، منفی انداز میں بحث و تمحیص کرتے ہیں، لیکن اس کے بارے میں ان کے پاس نہ تو کوئی علمی دلیل ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی الہامی ثبوت۔

درس حدیث

شرم و حیا اور زبان کو قابو میں رکھنا

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ. وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ)) (جامع الترمذی)

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’شرم و حیا اور زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں جبکہ فحش گوئی اور لاحاصل گفتگو نفاق کی دو شاخیں ہیں۔‘‘

تشریح: شرم و حیا کا ایمان کی شاخ ہونا ایک ظاہر و معروف بات ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کا ایمان کی شاخ ہونا اور فحش گوئی و لاحاصل گفتگو کا نفاق کی شاخ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ مومن اپنی حقیقت کے اعتبار سے شرم و حیا، انکساری، مسکینی و سلامتی طبع کے جن اوصاف سے مزین ہوتا ہے، وہ اپنے اللہ کی عبادت، اپنے اللہ کی مخلوق کی خدمت اور اپنے باطن کی اصلاح میں جس طرح مشغول و منہمک رہتا ہے، اس کی بناء پر اس کے پاس بے فائدہ باتوں کا نہ وقت ہوتا ہے، نہ صلاحیت! لہٰذا وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے کہ مبادا زبان سے کوئی بُری بات نکل جائے اور وہ فحش گوئی اور بدزبانی کا مرتکب ہو جائے۔ اس کے برخلاف منافق کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ چرب زبانی یاوہ گوئی اور مبالغہ آمیزی کی راہ اختیار کرتا ہے اور نتیجتاً وہ بے فائدہ تقریر و بیان، زبان درازی اور فحش گوئی پر قادر و دلیر ہو جاتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
13 تا 19 صفر المظفر 1448ھ جلد 35
28 جولائی تا 3 اگست 2026ء شمارہ 28
مدیر مسئول: شجاع الدین شیخ
مدیر اعزازی: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: • فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری • وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: سکریٹری دین حق ٹرسٹ لاہور
مطبع: آر آر پرنٹرز، سگیاں روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا' یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (16,000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقبوضہ کشمیر اور مقبوضہ فلسطین کی پکار!

5 اگست 2019ء کا دن تاریخ عالم کے سیاہ ترین ابواب میں ایک اور بھیانک باب کا اضافہ تھا، جب غاصب بھارتی حکومت نے مقبوضہ جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت والی آئینی شق 370 اور 35A کو بیک جنبش قلم ختم کر دیا اور مقبوضہ کشمیر کو بھارتی آئین کے تحت ہی دی گئی خصوصی حیثیت کو آناً فاناً ختم کر کے کم و بیش ڈیڑھ کروڑ نفوس پر مشتمل جموں، وادی اور لداخ کو یونین ٹیریٹریز قرار دے دیا اور انہیں بھارت میں ضم کر لیا گیا۔ مقبوضہ کشمیر کو جو پہلے ہی مقبوضہ فلسطین کی طرح مسلمانوں کی ایک جیل تھی اُسے مزید جہنم کدہ بنا دیا۔ مقبوضہ کشمیر کی تنظیم نو کے نام پر نیا قانون منظور کر لیا گیا اور اُس کے تحت ہزاروں افراد کو قید کر کے اُن کی نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ پورے خطے کو لاک ڈاؤن کا شکار کیا گیا اور تمام تر ذرائع نقل و حرکت اور مواصلات معطل کر دیئے گئے۔ بھارتی حکومت کے اس وحشیانہ اقدام کے تحت 5 اگست 2019ء کے بعد سے مقبوضہ کشمیر میں سینکڑوں مسلمان بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور جوانوں کو نہایت بے دردی سے شہید کر کے اپنی سفاکیت کا سرِ عام مظاہرہ کیا گیا۔ عورتوں اور بچوں سمیت سینکڑوں کو پابند سلاسل کر دیا گیا اور وہ افراد گنتی سے باہر ہیں جنہیں ایسے کالے قانون کی زد میں لایا گیا جس کی رو سے کسی بھی شخص کو بغیر کسی الزام کے غیر معینہ مدت تک قید میں رکھنے کی اجازت ہے۔ سرِ عام درندگی اور وحشت کا بازار گرم کیا گیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ہسپتالوں میں ادویات اور دیگر ضروری وسائل کی قلت کے سبب اَن گنت مریض اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ڈاکٹر بھی بے بسی کی تصویر بن کر رہ گئے۔

المیہ یہ ہے کہ مظلوم کشمیریوں کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ مقبوضہ کشمیر کی سیاسی قیادت کو بھی جیلوں میں بند کر رکھا ہے۔ اِس اندوہناک سانحہ کو وقوع پذیر ہوئے سات برس گزرنے کو ہیں اور اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلم دنیا اور پاکستان بھی شاید بھارت کے 5 اگست 2019ء کے مجرمانہ اقدام پر مکمل بے حسی کا شکار ہو چکے ہیں۔ آزاد جموں و کشمیر میں عام انتخابات جو پہلے ایک ہی روز یعنی 25 جولائی 2026ء کو ہونا تھے اب تین مراحل میں کرائے جا رہے ہیں۔ (اور جب یہ شمارہ قارئین کے ہاتھ میں پہنچے گا تو شاید 'طے شدہ' نتائج آ بھی گئے ہوں!) اس سے قبل جس طرح وہاں پر معاملات خراب ہوئے بلکہ کیے گئے، وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اِس وقت عوامی ایکشن کمیٹی کے حوالے سے مستند خبریں تو منظر عام پر نہیں آ رہیں۔ تاہم ذرائع کا کہنا ہے کہ آزاد جموں و کشمیر کی موجودہ صورتحال انتخابی مہم پر بری طرح سے اثر انداز ہو رہی ہے۔ تین مراحل میں انتخابات کرانے کے فیصلے پر کئی حلقے تحفظات رکھتے ہیں جن کو نظر انداز کیا جانا باعث نزاع ہو سکتا ہے۔ ایسے میں حکومت کی ناعاقبت اندیش پالیسیوں اور طاقت کے بے جا استعمال نے نہ صرف پاکستان کا مسئلہ کشمیر پر مقدمہ کمزور کر دیا ہے بلکہ بھارت کو اس معاملے کو اُچھالنے اور دنیا کی مقبوضہ کشمیر پر جاری مظالم سے توجہ ہٹانے کا موقع بھی مل گیا ہے۔ پھر یہ کہ ہمارے کشمیری بھائیوں کو اس بُری طرح کچلنے کی کوشش سے عوام کے دلوں

میں ناراضگی بلکہ نفرت تک پیدا ہوگئی ہے۔ کوئی اسلام آباد اور پنڈی میں بیٹھے اہلِ اقتدار کو سمجھائے کہ طاقت کے استعمال سے معاملات حل نہیں ہوا کرتے بلکہ نفرتیں ہی بڑھتی ہیں جس کا دشمن فائدہ اُٹھاتا ہے۔

حقیقت میں آزادی کا جذبہ ایک ایسا جذبہ ہے کہ انسان سر ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھتا ہے۔ پھر یہ کہ آزادی کو اگر مذہب کا انجکشن لگ جائے تو موت کو گلے لگانا خواہش بن جاتی ہے۔ گویا شہادت مطلوب و مقصود بن جاتی ہے۔ ماضی قریب میں افغان طالبان اور آج غزہ کی مثالیں سامنے ہیں۔ ایک نیوز چینل کے اینکر نے ایک امریکی سے انٹرویو کے دوران پوچھا کہ امریکہ ایک عظیم قوت ہے لیکن وہ افغان طالبان سے شکست کیوں کھا رہی ہے، تو امریکی کا جواب تھا: "They want to die and we want to live." کچھ ایسا ہی معاملہ غزہ کے مظلوم لیکن غیور مسلمانوں کا ہے اور یہی کامیابی کا اصل راز ہے۔ کشمیری مسلمان بھی اب اُس نہج پر پہنچتے جا رہے ہیں کہ آزادی یا موت! لہٰذا کشمیری اگرچہ تکلیف میں ہیں، بدترین تشدد کا شکار ہو رہے ہیں، لیکن بھارتی تشدد سے آزادی کا جذبہ مزید بڑھتا جا رہا ہے۔ البتہ دشمن کے عزائم بھی واضح ہیں اُس کا ظلم اُسے درندگی کی بھی بدترین سطح پر لا چکا ہے۔ یہ بدترین درندوں کے لشکر ہیں جو انسانیت پر بدنما داغ ہیں۔

ہمارے ہاں کی انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں مغرب کا نمک حلال کر رہی ہیں۔ اُنہیں صرف اُس وقت چیخنا ہوتا ہے جب کسی شاتم رسول کو سزا ہوتی ہے یا سوشل میڈیا پر بدترین توہین رسالت ﷺ و مقدسات میں ملوث انسان نما شیطانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں قادیانیوں کے غم میں بھی گھلتی رہتی ہیں۔ اُدھر 57 مسلم ممالک کو چپ لگی ہے۔ وہ حساب کتاب میں مصروف ہیں۔ متحدہ عرب امارات کی کم و بیش 200 ارب ڈالر کی بھارت سے تجارت ہے جو اگلے سال مزید بڑھ کر 250 ارب ڈالر ہو جائے گی۔ سعودی عرب بھارت میں اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر چکا ہے۔ ایران پر امریکی و اسرائیلی حملوں پر بھارت نے اُس کا ساتھ نہ دیا، لیکن ایران آج بھی بھارت پر فریفتہ ہے! اُن کی آنکھوں پر تو ڈالر کے پردے پڑے ہیں لہٰذا اُنہیں مسلمان بھائیوں کے خون سے رنگے ہوئے مودی کے ہاتھ دکھائی نہیں دیتے۔ لیکن یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستانیوں کو بھی اُمتِ مُسلمہ کی یاد صرف اُس وقت ستاتی ہے جب وہ دیوالیہ ہو رہا ہوتا ہے وگرنہ مشرف کے دور سے ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی ستون ''سب سے پہلے پاکستان'' ہے۔ بہرحال یہ مقبوضہ کشمیر کی صورتِ حال کا نوحہ ہے جو ہم گزشتہ سات برس سے پڑھ رہے ہیں۔

لیکن ہمیں یقین ہے کہ بھارتی استبداد کشمیری عوام کو کبھی بھی جھکا نہیں سکتا اور باطل کا سر اللہ کے فضل و کرم سے نگوں ہو کر رہے گا اور جلد فتح کا سورج مقبوضہ کشمیر کے غیور عوام و مجاہدین کے حق میں طلوع ہوگا۔ بھارتی سامراج کے حصے میں رات آئے گی اور مظلوم کشمیریوں کے آنگنوں میں دن چڑھے گا اور پوری دھرتی پر رحمتِ سکینہ کا نزول ہوگا۔ ان شاء اللہ!

جہاں تک بھارت اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ کا تعلق ہے تو بہرحال جس طرح ہر موڑ پر اسرائیل کی مکمل پشت پناہی کی گئی، اُسی طرح اہلِ مغرب نے تو روزِ اول سے بھارت کا ہی ساتھ دیا ہے۔ پہلگام کا فالس فلیگ اور اس کے بعد بھارت کے اقدام سب کے سامنے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت تھی کہ پاکستان کے آپریشن ''بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ'' نے دشمن کے ہوش گم کر دیئے۔ لیکن بھارت تو اب اسرائیل اور امریکہ کے کیمپ میں مکمل طور پر جا چکا ہے اور وہ اُن کی ہر بات کو تسلیم کرے گا۔ ہمارے نزدیک پاکستان پر امریکہ اور اسرائیل کی پشت پناہی کے ساتھ بھارتی جارحیت کا معاملہ ابھی ٹلا نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسرائیل کی نظرِ بد اسلامی ایٹمی پاکستان پر مرکوز ہے۔ 1967ء میں اسرائیلی وزیراعظم ڈیوڈ بن گوریان نے پاکستان کو اپنا اصل دشمن قرار دیا تھا۔ موجودہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو ماضی قریب میں پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے کی خواہش کا کھلم کھلا اظہار کر چکا ہے۔ یہود (اسرائیل) اور مشرکین (ہنود) کے اس گٹھ جوڑ کے حوالے سے قرآن پاک میں اللہ رب العزت ہمیں متنبہ کرتا ہے: ''تم لازماً پاؤ گے اہلِ ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور اُن کو جو مشرک ہیں۔'' (المائدۃ:82)

گویا یہودیوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کا مسلمانوں کا بدترین دشمن ہونے کا بھی ہمیں قرآن پاک سے معلوم ہوا، اس لیے کہ آج کی دنیا میں ہندو ہی ایسے کھلے مشرک ہیں جو بتوں کو سامنے رکھ کر پوجتے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کا گٹھ جوڑ اگرچہ کئی دہائیوں سے چل رہا ہے لیکن 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے غزہ پر مستقل اسرائیلی درندگی کے بعد جس طرح کھل کر سامنے آیا ہے کہ بھارتی اسلحہ اور ڈرونز بلکہ بعض ذرائع کے مطابق فوج بھی فلسطینیوں کی نسل کشی میں صہیونیوں کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئے وہ عالمِ اسلام کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔ پھر یہ کہ اب تو بھارت مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلی آبادکاری کا ماڈل استعمال کر رہا ہے تاکہ مسلمانوں کو اکثریت سے اقلیت میں بدلا جائے۔ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل مسلسل غزہ کے مظلوم و مجبور مسلمانوں کو اپنی بہیمیت کا نشانہ بنا رہی ہے۔ اول تو اسرائیل امدادی سامان کو غزہ میں داخل ہونے ہی نہیں دیتا اور جس تھوڑے سے سامان کو داخلے کی اجازت مل جاتی ہے تو وحشی صہیونی امداد حاصل کرنے کے لیے قطاریں بنائے غزہ کے مسلمانوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ گویا درندگی میں بھارت اسرائیل کا شاگرد ہے۔

اس صورتحال میں ہمارے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کے اُس نعرے کی طرف توجہ دیں جو چند برس قبل تک وہاں صبح و شام گونجتا رہتا تھا ''پاکستان سے رشتہ کیا: لا الٰہ الا اللہ''۔ یہ ہے وہ رشتہ، یہ ہے وہ اصل بندھن، جس سے کشمیر بنے گا پاکستان کا نعرہ حقیقت میں عملی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن یہ رشتہ تبھی طے ہوگا اور یہ بندھن تب ہی بندھے گا جب پاکستان جو ایک آزاد ملک ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے نعرے پر ہی حاصل کیا گیا تھا، وہاں اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی عملی طور پر نافذ ہوگا۔ یقین کیجیے اگر پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو کشمیر کی تحریک آزادی ایسی قوت پکڑے گی کہ بھارت اگر اپنی تمام فوج ملک کی سرحدوں سے نکال کر کشمیر میں جمع کر دے تب بھی کشمیریوں کی آزادی میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکے گا۔ لیکن اس کے لیے ہمیں آزاد کشمیر کے عوام کو بھی اُن کے تمام جائز حقوق دینا ہوں گے۔ یہ اسلام آباد کی ذمہ داری ہے کوئی تحفہ نہیں۔ اگر ہم اپنا گھر سیدھا کریں گے، خود کو 'عقلِ کُل' سمجھنے کی بجائے تحمل، محبت اور اسلامی اخوت کا مظاہرہ کریں گے، تو پھر کشمیر کو پاکستان بن جانے سے کون روک سکے گا؟ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم پاکستان کو کب ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بناتے ہیں۔ یقین رکھیے، کشمیر کو آزاد ہوتے کوئی وقت نہیں لگے گا۔ ان شاء اللہ!

حصولِ علم کا اسلامی نظریہ

(سورۃ العلق کی پہلی آیت کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیرِ تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 17 جولائی 2026ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

سورۃ العلق کی پہلی آیت بہت معروف ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نزولِ وحی کے بالکل آغاز میں نازل ہوئی۔ ترتیب نزولی کے اعتبار سے یہ قرآن کی پہلی آیت بھی ہے اور اس کے اندر بہت بڑے اسباق نوعِ انسانی کے لیے پوشیدہ ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ سمیت معروف اہل علم کی تفاسیر میں اس حوالے سے بہت اہم نکات سامنے آئے ہیں۔ آج کی نشست میں ہم ان نکات کا مطالعہ 6 معروف تفاسیر کی روشنی میں کریں گے، ان شاء اللہ۔ فرمایا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾

''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس آیت کی تشریح میں 3 بہت اہم نکات بیان کیے ہیں۔

1۔ نبی اُمّی

ڈاکٹر صاحبؒ نے پہلا نکتہ یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ کا اُمّی ہونا اپنی جگہ ایک معجزہ ہے اور آپ ﷺ کی عظمت کا بیان بھی ہے۔ اُس وقت ظاہری طور پر لکھنے پڑھنے کے زیادہ وسائل نہیں تھے۔ جب جبرائیل امینؑ نے آپ ﷺ کے سامنے رب کا حکم رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے کہا آپ ﷺ رب کے حکم سے پڑھیے جس نے ہر شے کو پیدا کیا۔ یعنی جو ہر شے کو پیدا کرنے والا ہے وہی اسباب پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پڑھنا شروع کیا اور یہ ایک معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو قرآن جاری ہوا اُسے ساڑھے 14 سو سال سے پڑھا، سیکھا، سکھایا اور سمجھا جا رہا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کلام (قرآن) کے مقابلے میں ساری دنیا کے انسان اور جنات مل کر بھی ایسا کلام پیش نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ کے اس معجزے اور صفت کو بیان کرنے کے لیے قرآن مجید نے ''نبی اُمّی'' کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف میں فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ؗ﴾ (الاعراف:157)

''جو اتباع کریں گے رسولِ نبی اُمّی (ﷺ) کا' جسے پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔''

مرتب: ابوابراھیم

بظاہر اس اصطلاح کو زبان پر لانے میں جھجک محسوس ہوتی ہے کیونکہ نبی اُمّی کے معنی ہیں وہ نبی جو پڑھا ہوا نہیں لیکن اپنی اصل میں آپ ﷺ کی عظمت کا بیان ہے اور بہت بڑے معجزے کی عکاسی کرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُستاد کا رُتبہ ہمیشہ شاگرد سے زیادہ ہوتا ہے۔ بالفرض محال رسول اللہ ﷺ کا کوئی اُستاد ہوتا تو اس کا رُتبہ زیادہ ہوتا ہے جو کہ رب کو منظور نہیں تھا۔

2۔ تعلیم کا مقصد

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے فرمایا کہ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾ سے دوسرا اسبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ تعلیم کا مقصد رب کی معرفت ہونا چاہیے۔ رب کو پہچانیں گے، مانیں گے تو پھر اس کی عبادت بھی ہوگی جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پیدا کیا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۵۶﴾ (الذاریات)

''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

لہٰذا سورۃ العلق کی پہلی آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خالق کی معرفت حاصل کرو، خالق کو پہچانو، خالق کی عظمتوں کا اعتراف کرو۔ تعلیم کا مقصد محض دنیا کی آسائشیں، لذتیں حاصل کرنا نہیں ہونا چاہیے کہ بس ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکری کرلی، دنیا کمالی، ہرگز نہیں بلکہ تعلیم کا بنیادی مقصد رب کو پہچاننا اور اس کی بندگی کرنا سیکھنا ہونا چاہیے۔

3۔ علم نافع

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تیسرا نکتہ یہ بیان کیا کہ انسان کی زندگی میں علم اور عمل کا ربط ہونا چاہیے۔ وہ علم جس میں رب کا نام نہیں ہوگا وہ نافع نہیں ہوسکتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے علم کے بارے میں بہت سی دعائیں سکھائی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۱۱۴﴾ (طٰہٰ) ''اے میرے ربّ! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا)) ''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہوں۔''

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ)) (صحیح مسلم) ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں، اس علم سے جو نفع دینے والا نہ ہو۔''

علم وہ نافع ہوگا جب اس کے ساتھ اللہ کا نام لیا جائے۔ اسی لیے سب سے پہلا حکم یہی آیا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾ ''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

آج اقراء کے نام سے سکول چل رہے ہیں، کالجز اور یونیورسٹیاں بن رہی ہیں لیکن جو علم دیا جا رہا ہے وہ نفع نہیں دے رہا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس کی وجہ یہ بتاتے تھے کہ یہ علم صرف ظاہری آنکھ کو کھولنے والا ہے، فزیکل سائنسز میں دنیا بہت آگے بڑھ گئی، ٹیکنالوجی میں بے پناہ ترقی کر لی مگر اس سے دنیا کو فائدہ سے زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں آج ٹیکنالوجی ہے وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کو اُٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک رہے ہیں۔ اس دنیا میں سب سے بڑا غنڈہ اور بدمعاش امریکہ ہے جس کو سب سے زیادہ ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ وینزویلا کے صدر کو غنڈوں کی طرح اغوا کر کے لے آئے۔ ایسا علم دنیا کی بربادی کے لیے استعمال ہو رہا ہے، رب کو بھلا دینے والا ہے اور آخرت سے غافل کر دینے والا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بقول ہماری ظاہری آنکھ تو کھلی ہوئی ہے لیکن وحی والی آنکھ بند ہے۔ اگر علم رب کے نام کے تابع ہوگا تو وہ دنیا کو نفع دے گا ورنہ لوگوں کے لیے تباہی بربادی کا سامان بنے گا جیسے کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

اگلے تین نکات مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' سے لیے گئے ہیں۔

1۔ عطا کرنے والا صرف اللہ

آپ ﷺ کو نبی اُمّی قرار دے کر یہ واضح کر دیا گیا کہ آپ ﷺ نے خود سے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کو آپؐ نے سب کچھ عطا فرمایا اور وہی ہر ایک کو عطا فرمائے گا۔ بندہ یہ ذہن میں رکھے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے چنے ہوئے بندے اور انسانوں میں سے عظیم ترین ہستیاں تھیں مگر وہ بھی اللہ کے ہی محتاج تھے۔ انبیاءؑ کو بھی اگر کچھ عطا ہوا تو اللہ نے ہی دیا۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے بڑھ کر عاجزی تھی۔ روزِ قیامت بھی انبیاء کرام علیہم السلام رب کے سامنے اسی عاجزی کا اظہار کریں گے۔ ﴿یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝۱۰۹﴾ (المائدۃ) ''(اُس دن کا تصور کرو) جس دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کرے گا اور پوچھے گا آپ لوگوں کو کیا جواب ملا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں، تو ہی بہتر جاننے والا ہے غیب کی باتوں کا۔''

جب انبیاء کرام علیہم السلام کی عاجزی کا یہ حال ہے تو عام انسان کو رب کے سامنے کس قدر عاجزی کا اظہار کرنا چاہیے۔ آج کسی کے پاس تھوڑا سا علم آ جائے، جیب میں دو پیسے آ جائیں تو وہ اپنے آپ کو کیا سے کیا سمجھنے لگتا ہے۔ فرعون اور نمرود کو بھی یہی زعم تھا جو انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام حقیقت سے واقف تھے، اسی لیے سب سے زیادہ عاجز تھے۔ نبی اکرم ﷺ کو قرآن جیسا معجزہ اگر عطا ہوا جس کے بارے میں جامع ترمذی کی روایت ہے کہ ((لاتنقضی عجائبه)) اس قرآن کے عجائبات، اس کی حکمت کے موتی قیامت تک ختم نہ ہوں گے۔ مگر عطا کس نے کیا؟ اللہ نے۔

2۔ خالق کی ربوبیت کا حق

''اپنے رب کے نام سے پڑھیے''! یہاں بتایا جا رہا ہے کہ وہ رب جس نے تمہیں اعضائے جسمانی عطا کیے، سورج، چاند اور ستارے تمہارے لیے بنائے، جس نے تمہیں یہ مادی وسائل عطا کیے۔ وہی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اس کی عطا کردہ ہدایت کی پیروی کی جائے۔ وہ خالق ہے، اسی کی بندگی کی جائے، وہ رب ہے، اسی کی عبادت کی جائے۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم پہلے اُس کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾ ''کل شکر اور کل ثنا اللہ کے لیے ہے۔''

اس کے بعد کہتے ہیں:

﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔''

اُسی نے تمہاری اس دنیا کی زندگی کے گھر گھرہستی کے نظام کو چلانے کے لیے تمہاری ہدایت کا بھی سامان کیا ہے۔ اس کی ہدایت کے تابع رہو گے تو تمہاری زندگی سنورے گی اور آخرت کی اصل زندگی میں تم کامیابی حاصل کر سکو گے۔

3۔ حصولِ علم کا اسلامی نظریہ

مولانا مودودیؒ نے زیر مطالعہ آیت کی تفسیر میں تیسرا نکتہ یہ بیان کیا کہ اس میں حصول علم کا اسلامی نظریہ بیان ہوا ہے۔ آج کا نظامِ تعلیم تو سیکولر ہے اور سیکولرازم کا نعرہ ہے کہ:

"Religion has nothing to do with the State, Society and Education."

سیکولرازم کہتا ہے کہ تمہیں خدا کو ماننا ہے تو مسجد میں جاؤ، گاڈ کو ماننا ہے تو چرچ میں جاؤ، بھگوان کو ماننا ہے تو مندر میں جاؤ۔ لیکن ہمارے اجتماعی نظام سیاست، معیشت، عدالت، پارلیمنٹ اور نظامِ تعلیم میں مذہب کا کوئی کام نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس اسلامی نظریہ یہ ہے کہ تعلیم کی ابتدا ہی رب کی معرفت سے ہونی چاہیے۔ پھر یہ کہ رب کو مان لینا کافی نہیں ہے، رب کی ماننا بھی ضروری ہے، اس کی حاکمیت کو تسلیم کرو، انفرادی اور اجتماعی پر رب کی بڑائی کو قائم بھی کرو۔ قرآن مجید میں تین مرتبہ اس کا حکم آیا: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ﴾ (یوسف:40) ''اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔''

اگلے تین نکات مفتی شفیع عثمانیؒ کی تفسیر ''معارف القرآن'' میں بیان ہوئے ہیں۔

1۔ وحی کا تقدس اور اہمیت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام سے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام علم کی اہمیت، تقدس اور حیثیت ہمارے سامنے رکھتا ہے، تبھی پہلی ہی وحی کی پہلی ہی آیت کا پہلا ہی لفظ اقراء ہے مگر ساتھ باسم ربک کی لازمی شرط بھی ہے۔ پاکستان کے ایک بڑا میڈیا ہاؤس نے کچھ عرصہ قبل ایک مہم چلائی اور اس کا سلوگن یہ تھا:

پڑھنے لکھنے کے سوا پاکستان کا مطلب کیا

جبکہ ہم بچپن سے یہ پڑھتے آئے تھے:

''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''

دراصل ہمارا میڈیا بھی سیکولرازم کی زبان بولتا ہے اور سیکولرازم چاہتا ہے کہ مذہب کو تعلیم سے بھی باہر نکال دیا جائے۔ 2018ء میں اسی میڈیا نے مجھے بھی ایک ٹاک شو میں بلایا، میری 17 منٹ کی گفتگو میں حصول علم کا اسلامی نظریہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان ہوا، قائداعظم اور علامہ اقبال کے فرمودات بھی بیان ہوئے جن کا حاصل یہ تھا کہ عصری تعلیم بھی ضروری ہے مگر یہ تعلیم وحی کی ہدایت کے تابع ہونی چاہیے۔ لیکن جب پروگرام نشر ہوا تو اس میں صرف 3 منٹ کی گفتگو تھی اور حصول علم کے اسلامی نظریہ کو نکال دیا گیا تھا۔

2۔ رب کی صفات کا انتخاب

دوسرا نکتہ مفتی شفیع عثمانی صاحبؒ نے یہ بیان کیا یہ اس آیت میں رب کی صفات کا انتخاب کیا گیا۔ ان میں سے پہلی صفت ربوبیت ہے۔ لفظ رب کا ذکر ماں باپ کے تعلق سے بھی آیا ہے: ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝۲۴﴾ (بنی اسرائیل) ''اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''

رب کے معنی ہیں: پرورش کرنے والا، پالنے والا۔ ماں باپ بچے کو پال پوس کر بڑا کرتے ہیں مگر ماں باپ کو پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی حقیقی رب ہے۔ اُس کی ربوبیت کی صفت زیر مطالعہ آیت میں بیان ہوئی: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾ ’’پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔‘‘

بتایا جارہا ہے کہ جس رب نے انسان کو پیدا کیا، وہی اس کی ساری ضروریات اور حاجات کو پورا کرنے والا ہے۔ اُس نے تمہیں جسم عطا کیا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مادی وسائل پیدا کیے، اُسی نے روح عطا کی اور اس کی حاجات کو پورا کرنے کے لیے وحی نازل کی۔

3۔ اللہ ہر شے کا خالق ہے

تیسرا نکتہ مفتی شفیع صاحبؒ ’’الذی خلق‘‘ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں کہ اس پوری کائنات کا تنہا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی ہر شے مخلوق ہے، صرف اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ یہ اللہ کی عظمت کا بیان ہے۔ وہ تنہا خالق بھی ہے، رب بھی ہے۔ پہاڑ کی چٹان کو بھی توڑ کر دیکھو وہاں بھی کیڑے کے منہ میں غذا موجود ہوتی ہے۔ وہی سب کے لیے اسباب پیدا کرنے والا اور پوری کائنات کا نظام چلانے والا ہے۔

اگلے 2 نکات مفتی تقی عثمانی صاحبؒ نے اپنی تفسیر ’’توضیح القرآن‘‘ (آسان ترجمہ قرآن) میں بیان فرمائے ہیں:

1۔ وحی کی عطا وہبی ہے کسبی نہیں!

علم حقیقی کا سرچشمہ مادی اسباب نہیں بلکہ اللہ کا فضل ہے۔ ہم نے محنت کر کے انجینئرنگ کر لی تو گھر بنانے کے قابل ہو گئے، میڈیکل پڑھ لی تو علاج کرنے کے قابل ہو گئے۔ یہ صلاحیت انسان اپنی محنت سے حاصل کر لیتا ہے، یہ کسبی شے ہے۔ لیکن نبوت کسب سے نہیں ملتی بلکہ نبوت وہبی ہے۔ یعنی وہاب (اللہ کا نام) کی عطا کردہ ہے۔ ختم نبوت کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔

2۔ ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے

ہر نیک عمل کا آغاز بسم اللہ پڑھ کر کرنا چاہیے۔ اس کی برکت سے انسان کئی طرح کی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ اپنے بچوں کو خاص طور پر یہ سکھائیں کہ ہر کام کے آغاز میں بسم اللہ پڑھیں، سمارٹ فون، کمپیوٹر یا کوئی ویب سائٹ، سوشل میڈیا بھی اوپن کریں تو سب سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔ جب یہ عادت بن جائے گی تو ہر غلط ویب سائٹ، غلط چیز اوپن کرنے سے بندے کو حیا ضرور آئے گی۔ ایک بچے نے کہا سر! سمارٹ فون پر کئی غلط چیزیں آجاتی ہیں، وہاں تو ہم بسم اللہ نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے پوچھا بیٹا! بتاؤ بسم اللہ کو چھوڑو گے یا اُس مکروہ چیز کو چھوڑو گے۔ کہا بسم اللہ تو ہم نہیں چھوڑ سکتے، غلط چیز کو چھوڑیں گے۔ بچوں کو یہ باتیں جلد سمجھ میں آتی ہیں کیونکہ وہ فطرت پر ہوتے ہیں۔ اللہ کرے بڑوں کو بھی سمجھ آجائے، زبان پر اللہ کا نام ہو تو گھر کا ماحول جنت بن سکتا ہے۔ سب سیدھے راستے پر آسکتے ہیں۔

اگلے تین نکات علامہ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی صاحب کی التفسیر المنیر سے لیے گئے ہیں۔

1۔ عقل اور وحی کا ملاپ

زیر مطالعہ آیت میں پڑھنے کی بات بھی ہو رہی ہے اور رب کا ذکر بھی آرہا ہے، تخلیق کا بیان بھی ہے۔ گویا یہ آیت عقلِ انسانی کو وحی الٰہی کے تابع کرنے کا اعلان ہے۔ پڑھنے کا عمل عقل سے تعلق رکھتا ہے، اس میں عقل کا استعمال ہوتا ہے، مطالعہ کرتے ہیں، غور و فکر کرتے ہیں لیکن ہدایت اور حقیقی رہنمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوگی۔ اللہ پر ایمان ہوگا، اُس کی بندگی کا اہتمام ہوگا تو ہدایت اور سچی رہنمائی ملے گی۔ لہٰذا عقل جب تک وحی کے تابع نہ ہو تو پھر وہی کچھ ہوگا جو اس وقت دنیا میں ہو رہا ہے۔ آج دنیا میں جتنے بڑے جرائم یا فراڈ ہو رہے ہیں، ان کے پس پردہ اعلیٰ تعلیم یافتہ دماغ ہوتے ہیں۔ آج پورے پاکستان کو لوٹ کر کھانے والے بڑے بڑے لوگ ہیں جو بڑی ڈگریاں لے کر بڑے عہدوں پر بیٹھے ہیں۔ وجہ صرف یہی ہے کہ آج علم اللہ کے ذکر سے خالی ہے۔ یہی سیکولر تعلیم کے نتائج ہیں۔

2۔ تخلیق الٰہی کا اعتراف

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی صاحب کہتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق کا تذکرہ انسان کو اس کے عاجز ہونے اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کا احساس دلاتا ہے۔ جب مجھے معلوم ہوگا اور یقین ہوگا کہ مجھے کسی نے پیدا کیا ہے اور میں اس کو جواب دہ ہوں تو میں برے کام کرنے سے باز رہوں گا اور اگر میری تعلیم و تربیت میں سرے سے خدا کا انکار ہے تو پھر میرا جسم میری مرضی، میرا اختیار میری مرضی، جو چاہوں سو کروں۔ پوری قوم کو بیچ کر کھا جاؤں، کوئی پوچھنے والا کون ہوتا ہے۔ جب خالق کائنات کی قدرت کا احساس ہوگا تو پھر اپنی بے بسی، اور عاجزی کا بھی اقرار ہوگا، عمل میں انکساری آئے گی، برائی سے بچنے کی کوشش ہوگی۔

3۔ علم کی عالمگیریت کا بیان

ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اس آیت میں علم کی عالمگیریت کا بیان ہے۔ اسلام نے رنگ، نسل، زبان، طبقے کی قید کے بغیر علم کو تمام بنی نوع انسان کے لیے عام کرنے کا سنگِ بنیاد اسی آیت سے رکھا ہے۔ ساری انسانیت کا حق ہے کہ اسے علم میسر آئے لیکن اصل علم وحی کا علم ہے اور ساری انسانیت تک اس علم کو پہنچانا قرآن کی حامل اُمت کی ذمہ داری ہے۔

اگلے 3 نکات سید قطب شہیدؒ نے اپنی تفسیر ’’فی ظلال القرآن‘‘ میں بیان کیے ہیں۔

1۔ کائنات کی تاریخ کا عظیم ترین موڑ

سید قطب شہیدؒ اس آیت کے نزول کو کائنات کی تاریخ کا عظیم ترین موڑ قرار دیتے ہیں۔ وحی تو آدم علیہ السلام کے دور سے انبیاء پر نازل ہوتی آئی تھی مگر اب اس کا آخری ورژن عطا کر دیا گیا۔ انسان کو مٹی سے اٹھا کر عظمت الٰہی کے شعور سے آشنا کر دیا اور یہ واضح کر دیا کہ تم نرے حیوان نہیں ہو بلکہ تم اشرف المخلوقات ہو، خالق نے تمہیں خاص مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ تمہارے جسم سے بڑھ کر تمہاری روح اہم ہے، اس روح کو وحی کی غذا فراہم کر کے زمین والے کا آسمان سے ہمیشہ کے لیے تعلق قائم کر دیا۔

2۔ اللہ پر توکل

بِاسْمِ رَبِّكَ (اپنے رب کے نام سے) اللہ پر توکل اور یقین کا اظہار ہے۔ یہ وہ پہلی قوت ہے جس کے بل بوتے پر ایک داعی اسلام دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہے، چاہے وہ طاقت مشرکین قریش ہوں، قیصر و کسریٰ ہوں یا پھر آج کے عالمی بدمعاش، ظالم اور غنڈے ہوں۔ اگر اہل ایمان کا توکل اللہ پر ہوگا تو پھر اللہ پشت پر کھڑا ہوگا۔ سورہ طلاق میں فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط﴾ (آیت: 3)

’’اور جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو اُس کے لیے وہ کافی ہے۔‘‘

اور آج یہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ ہمارا توکل اللہ پر نہیں رہا۔ ایک عام فکر یہ ہوتی ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے بچوں کا کیا ہوگا؟ کیا جس اللہ نے پیدا کیا وہ اُن کا رب نہیں ہے؟ اُس نے اُن کا رزق اپنے ذمے لیا ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ھود: 6) ’’اور نہیں ہے کوئی بھی چلنے پھرنے والا

(جاندار) زمین پر مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔"

ایمان والوں کا توکل اللہ پر ہوتا ہے، اسی لیے وہ باطل نظام سے سمجھوتہ نہیں کرتے بلکہ اُس کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آج وہ یقین نہیں ہے۔ اللہ پانچ مرتبہ بلواتا ہے، ہمارے پاس ٹائم ہی نہیں ہے، پیسہ کمانے کے لیے فیملی وی لاگنگ کے نام پر بدترین بے حیائی چل رہی ہے۔ اوپر کی سطح پر دیکھیں تو امریکہ کی غلامی میں ملک وملت کے مفادات کا سودا کیا جا رہا ہے۔ اسی لیے یہ زوال اور مغلوبیت ہے۔

3۔ ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

سید قطب شہیدؒ الَّذِیْ خَلَقَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ انسانی وجود کا حقیقی مقام کائناتی نظام زندگی سے ہم آہنگی میں ہے۔ کائنات کی ہر تخلیق اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، بے شک وہ بردبار بخشنے والا ہے۔ (بنی اسرائیل:44)

مولانا مودودیؒ نے لکھا کہ ساری کائنات مسلم ہے، یہ سورج، چاند، ستارے، کہکشائیں، یہ سب اللہ کے بنائے ہوئے نظام کے پابند ہیں۔ حتیٰ کہ ایک کافر انسان کی آنکھ، کان، ناک وغیرہ سب اللہ کے طے شدہ قانون کی پاسداری کرتے ہیں، اللہ نے انہیں جس طرح کا فنکشن دیا ہے وہ اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ کافر چاہے لاکھ انکار کرے مگر اس کا وجود گواہی دیتا ہے کہ وہ مسلم ہے۔ بہر حال کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور مسلم ہے، انسان کو بھی مسلم بننا چاہیے۔ سید قطب شہیدؒ بڑی پیاری بات بیان کرتے ہیں کہ جب انسان اللہ کا نام لے کر پڑھتا ہے، اللہ کی مان کر چلتا ہے تو وہ کائنات کے مسلم نظامِ زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔

یہ چند نکات تھے جو سورۃ العلق کی پہلی آیت کی تفسیر میں اہل علم نے بیان کیے۔ اس پورے موضوع کا خلاصہ سورۃ البقرہ کی آیت 31 اور 38 میں بیان ہوا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾

"اور اللہ نے سکھا دیے آدمؑ کو تمام کے تمام نام۔"

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم الاسماء بھی دیا جسے آپ عصری علوم کہہ لیں، دنیوی علم کہہ لیں یا فزیکل سائنسز کہہ لیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ علم ہدایت بھی عطا کیا:

﴿فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾﴾ (البقرۃ)

"تو جب بھی آئے تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت' تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔"

آج دنیا میں عصری علوم، فزیکل سائنسز وغیرہ کا تو بہت زیادہ رجحان ہے لیکن وحی (ہدایت) کے علم کی طرف رجحان کم رہ گیا ہے۔ اصل مسائل یہیں سے پیدا ہوتے ہیں، اسی لیے دنیا میں ظلم و استحصال ہے، انسانی زندگیوں میں دکھ اور پریشانیاں ہیں۔ لہٰذا آج جس کام کو سب سے زیادہ کرنے کی ضرورت ہے، وہ ہے:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾﴾ "پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔"

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جو تنظیم قائم کی اور انجمن ہائے خدام القرآن اور قرآن اکیڈمیز کے نام سے جو ادارے قائم کیے، اُن کا کام ہی وحی کی تعلیم کو یعنی قرآن کی تعلیمات کو عام کرنا ہے، ان میں رجوع الی القرآن کورسز چل رہے ہیں، بچوں اور بچیوں کے لیے کورسز چل رہے ہیں، آن لائن کورسز چل رہے ہیں، جو لوگ ورکنگ دنوں میں وقت نہیں نکال پاتے اُن کے لیے اتوار کے دن کورسز جاری ہیں ان میں صبح کے کورسز بھی شامل ہیں اور شام کے بھی۔ آج ہم بچوں کی دنیوی تعلیم پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں، کیا جواب دیں گے جب روزِ قیامت پوچھا جائے گا کہ اپنی اولاد کو دین کی سمجھ اور تعلیم کیوں نہیں دلوائی اور اس وجہ سے اگر گھروں والوں کی آخرت داؤ پر لگتی ہے تو ذمہ دار کون ہے؟ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی سمجھ اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
شمارہ اگست 2026ء
ربیع الاول ۱۴۴۸ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: زوالِ اُمتِ مُسلمہ: اسباب، سبق اور نشاۃِ ثانیہ کا راستہ — رضاء الحق
☆ درسِ قرآن: سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ (۱۰) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ منبر و محراب: مقدسات کی حرمت وتحفظ اور ریاست کی ذمہ داریاں — شجاع الدین شیخ
☆ تذکیر و موعظت: ھَادِمُ اللَّذَّات — اعجاز لطیف
☆ ظروف و احوال: بدلتی عالمی صورتِ حال اور پاکستان کے پیچیدہ داخلی مسائل — ایوب بیگ مرزا
☆ نقوشِ سیرت: رسولِ اکرم ﷺ اور ماحول کا تحفظ — پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی
☆ حاصلِ مطالعہ: تصورِ اقامتِ دین — حافظ قاسم رضوان
☆ حذر اے چیرہ دستاں: قوم لوط کے مدفن پر "پرائڈ لینڈ" — رانا عرفان علی
☆ عالمِ اسلام: فلسطین کی حالتِ زار — علیزہ مکنون

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 600 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
maktaba@tanzeem.org 0301-1115348

اُمّتِ مُسلمہ کے لیے نجات کی راہ......

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

''زمانے کی قسم ہے کہ تمام انسان خسارے میں ہیں۔ سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے اور باہم ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور باہم ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کی۔'' (ترجمہ: سورۃ العصر)

ہر انسان اپنے سامنے کامیابی اور ناکامی اور نفع و نقصان کا کوئی نہ کوئی معیار ضرور رکھتا ہے اور اس کی ساری عملی جدوجہد اور دُنیا کی زندگی میں اُس کی تمام محنت ومشقت کا رُخ اس معیار ہی سے متعین ہوتا ہے۔ جو لوگ عقلی اعتبار سے بلوغ اور پختگی کو پہنچ چکے ہیں اُن میں سے تو شاذ ہی کوئی ہوگا جس کا کوئی نہ کوئی متعین نصب العین اور مطمحِ نظر نہ ہو‘ عموماً چھوٹے بچوں خصوصاً ان میں سے جو زیادہ ذہین ہوتے ہیں ان کے سامنے بھی کوئی نہ کوئی معیارِ مطلوب ضرور ہوتا ہے‘ جس کے حصول کے لیے وہ اپنی محنت اور جدوجہد کو مرتکز کردیتے ہیں۔

ہم اگر ذرا دقت نظر سے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیں، بلکہ خود اپنے دل و دماغ میں جھانک کر دیکھیں تو صاف نظر آجائے گا کہ اس دَور میں کامیابی اور ناکامی کا اصل معیار یا تو روپیہ پیسہ‘ مال و دولت اور زمین و جائیداد ہے یا حیثیت‘ وجاہت‘ اقتدار اور دُنیوی دبدبہ و جاہ وجلال اور عزت وشہرت اور نام ونمود۔ چنانچہ الا ماشاء اللہ سب لوگ ان ہی چیزوں کی طلب میں لگے ہوتے ہیں اور ان ہی کے لیے انہوں نے اپنی ساری سعی و جہد کو صرف کردیا ہے۔ اکثر طلبہ کے ذہنوں میں بھی یا تو کسی ایسے فن کی تحصیل ہے جس سے دولت کمائی جاسکے یا پھر کسی حیثیت والی پوزیشن کا حصول ہے اور ان چیزوں کو حاصل کرلینا ہی اُن کے نزدیک کامیابی ہے اور حاصل نہ کرسکنا ناکامی۔

سورۃ العصر سے جو عظیم حقیقت سامنے آتی ہے وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ یعنی یہ کہ انسان کی کامیابی کا معیار نہ روپیہ پیسہ ہے‘ نہ حیثیت و وجاہت‘ نہ جاہ وجلال‘ نہ نام ونمود‘ بلکہ اس کی پہلی شرط ہے ایمان‘ دوسری عمل صالح‘ تیسری تواصی بالحق اور چوتھی تواصی بالصبر۔ گویا ہر وہ انسان جس میں یہ چار چیزیں موجود نہ ہوں ایک ناکام‘ نامراد اور خائب وخاسر انسان ہے‘ چاہے وہ ارب پتی ہی کیوں نہ ہو، بلکہ قارون کی سی دولت بھی اُسے حاصل ہوجائے اور چاہے فرعون ونمرود کی سی بادشاہی ہی کیوں نہ حاصل کرلے اور اس کے برعکس ہر وہ شخص کامیاب اور بامراد اور فائز المرام ہے جس میں یہ چاروں چیزیں موجود ہوں‘ چاہے اس کے پاس مال و دولتِ دنیوی سرے سے موجود نہ ہو بلکہ اُسے فاقوں سے سابقہ ہو‘ اور چاہے وہ جائیداد اور متاع واسباب دنیوی سے کتنا ہی تہی دست کیوں نہ ہو‘ یہاں تک کہ اس کے پاس سر چھپانے تک کو جگہ نہ ہو‘ اور وہ دنیا میں کتنا ہی غیر معروف اور گمنام کیوں نہ ہو۔

اس حقیقت کو سرسری طور پر مان لینا جس قدر آسان ہے‘ اس پر دل کا ٹھک جانا اُسی قدر مشکل ہے۔ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور ہم اس کے ظواہر سے لازماً متاثر ہوتے ہیں اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں آرام وآسائش اور عزت وشہرت روپے پیسے اور اسباب ووسائل ہی سے وابستہ ہے تو ہم بے اختیار ان چیزوں کے حصول کے لیے کوشاں ہوجاتے ہیں‘ حتیٰ کہ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط‘ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز اور کیا حلال ہے اور کیا حرام۔ چنانچہ یہی اس سورۂ مبارکہ کا اصل سبق ہے۔

وہ سادہ سی حقیقت جو اس عظیم سورۃ میں بیان ہوئی ہے، ہمارے ذہن نشین ہوجائے اور وہ سادہ سا جملہ جس پر یہ سورۃ مشتمل ہے ہماری لوحِ قلب پر کندہ ہوجائے‘ تو ہمارے نقطہ نظر میں عظیم انقلاب برپا ہوجائے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرام ؓ کی زندگی میں جو عظیم انقلاب برپا ہوا، اس کی تہہ میں نکتہ نظر کی یہی تبدیلی کارفرما تھی اور نکتہ نظر کی اسی تبدیلی کا کرشمہ تھا کہ انہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا جوئی کے مقابلے میں دنیا و مافیہا بالکل حقیر نظر آتے تھے‘ حتیٰ کہ انہیں زندگی کی نسبت موت زیادہ عزیز ہوگئی تھی۔

الغرض اس سورۂ مبارکہ کا اصل سبق یہی ہے‘ اور ہم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ اس کا خوب مراقبہ کرے اور اسے اچھی طرح ذہن نشین بھی کرے اور جاگزینِ قلب بھی۔

دوسرا بنیادی نتیجہ جو اس جملے کی ترکیب سے خودبخود حاصل ہوتا ہے یہ ہے کہ اس سورۃ میں نجات کی کم ازکم شرائط بیان ہو رہی ہیں اور اس کے ناگزیر لوازم کا ذکر ہے‘ نہ کہ کامیابی کی بلند ترین منازل یا فوز وفلاح کے اعلیٰ مراتب کا۔ سادہ لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہاں کامیابی کی فرسٹ یا سیکنڈ ڈویژن کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ صرف آخر درجہ میں پاس ہونے کی شرط کا بیان ہو رہا ہے۔

یہ دوسرا نتیجہ بھی عملی اعتبار سے نہایت اہم ہے اور اسی کو فراموش کردینے کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں میں شدید اخلاقی و عملی انحطاط پیدا ہوا۔ اس لیے کہ فطری طور پر انسان میں محنت ومشقت اور ایثار وقربانی کا مادہ کامیابی کے کم ازکم معیار کی نسبت اور تناسب ہی سے پیدا ہوتا ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو خصوصاً دینی معاملات میں اعلیٰ مراتب اور بلند مقامات کے لیے کوشاں ہوں۔ اس کے برعکس اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو کسی نہ کسی طرح ہمت کرکے نجات کے کم ازکم لوازم کو پورا کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں نجات کے کم ازکم تقاضوں کو نہایت سادہ الفاظ میں بیان کردیا گیا ہے تاکہ لوگ اپنی اپنی ہمت اور وسعت کے مطابق ان کو پورا کرنے پر کمربستہ ہوسکیں۔

تیسرا نتیجہ یہ ہے کہ نجات کے لیے ایمان‘ عمل صالح‘ تواصی بالحق‘ تواصی بالصبر چاروں لازم ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو بھی ساقط نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ یہ کلام الٰہی ہے‘ اس میں کوئی حرف بھی ضرورت سے زائد اور محض ردیف و قافیہ کی ضرورت کے تحت یا مبالغہ آمیزی کے لیے نہیں ہے۔ اور جب یہاں خسارے اور ناکامی سے نجات کی شرائط کے ضمن میں چار چیزوں کا بیان ہوا ہے تو یقیناً وہ چاروں ہی چیزیں لازمی ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو بھی ساقط کردیا جائے تو انسان کی نجات کی ذمہ داری قرآن حکیم پر نہیں رہے گی۔ بالکل ایسے ہی جیسے اگر کوئی ماہر معالج کسی مریض کو چار ادویات پر مشتمل نسخہ لکھ کردے اور مریض اپنی مرضی سے اس میں سے کسی ایک

دوا کو کم کردے تو اب اس نسخہ کی ذمہ داری اُس معالج پر نہیں ہوگی بلکہ خود اُس مریض پر ہوگی۔

ان چاروں چیزوں کے مابین عقلی اور منطقی ربط بھی سمجھ لینا ضروری ہے۔ کسی انسان کا صاحبِ سیرت و کردار قرار پانا اس پر منحصر ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اوّلاً یہ دیکھے کہ صحیح بات کیا ہے۔ پھر جس بات کی صحت پر اس کے دل و دماغ گواہی دے دیں، اس کو عملاً اختیار کرے اور نہ صرف خود اختیار کرے بلکہ اس کا اقرار و اعتراف اور اعلانِ عام بھی کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کو ماننے اور قبول کرنے کی دعوت دے' اور پھر اگر اس راہ میں کوئی دقت پیش آئے یا ایثار و قربانی اور سرفروشی و جانفشانی کا مرحلہ آ جائے تو پامردی و استقلال کا ثبوت دے اور پیٹھ دکھا کر بھاگ نہ جائے۔

چوتھا اور آخری نتیجہ جو اس مختصر سی سورۃ کی عبارت کے تجزیے سے حاصل ہوتا ہے، یہ ہے کہ متذکرہ بالا تینوں نتائج سرسری نہیں بلکہ انتہائی مؤکد اور مؤثق ہیں اور اس میں ہرگز کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں' اس لیے کہ اوّل تو ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور اللہ کی فرمائی ہوئی بات اپنی صداقت اور حقانیت پر خود آپ ہی دلیل کامل ہے: ''(اور اپنے قول میں اللہ سے زیادہ سچا اور کون ہو سکتا ہے؟'') (النساء: 121) لیکن اس پر اکتفا نہیں بلکہ خود اللہ نے بھی ان حقائق پر قسم کھائی ہے اور اس طرح یہ کلام انتہائی مؤکد ہو گیا ہے اور اس میں جو حقائق مضمر ہیں اور انسان کے لیے جو سبق پنہاں ہیں وہ سب انتہائی یقینی اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے منزہ اور مبرا ہیں۔ یعنی یہ کہ یقیناً نوعِ انسانی بحیثیت مجموعی خسارے سے دو چار ہونے والی ہے' سوائے ان افرادِ نوعِ انسانی کے جو ایمان' عملِ صالح' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر چاروں لوازم کو پورا کریں اور نجات کی اس کسوٹی پر بحیثیت مجموعی پورے اتریں۔

پوری نوعِ انسانی گھاٹے اور خسارے میں ہے۔

لیکن اس سے بھی اصل مفہوم ادا نہیں ہوتا' اس لیے کہ خسران قرآنی اصطلاح میں صرف دو چار ہزار یا دو چار لاکھ کے گھاٹے کو نہیں بلکہ کامل تباہی اور بربادی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ کامیابی اور بامرادی کے لیے تو قرآن حکیم میں متعدد الفاظ استعمال ہوئے ہیں جیسے فوز و فلاح اور رشد و سعادت' لیکن ان سب کی کامل ضد کی حیثیت سے ایک ہی جامع لفظ استعمال ہوتا ہے اور وہ ہے خسران۔ گویا دوسری آیت کا اصل مفہوم یہ ہوا کہ ''پوری نوعِ انسانی تباہی اور ہلاکت و بربادی سے دوچار ہونے والی ہے۔''

اس عظیم آیت میں جو اہم حقیقت بیان ہوئی ہے اور نوعِ انسانی کے جس المیے کی طرف یہ آیت اشارہ کر رہی ہے، اس کا صحیح فہم و ادراک دو مرتبوں میں ہو سکتا ہے۔

ایک یہ کہ ہر انسان اس دنیا کی زندگی میں شدید قسم کی محنت و مشقت سے دوچار ہے۔ اکثر لوگوں کو اپنی اور اپنے لواحقین کی بنیادی ضرورتیں فراہم کرنے کے لیے صبح سے شام تک کمر توڑ دینے والی مشقت کرنی پڑتی ہے اور پھر بھی بنیادی ضرورتیں تک پوری نہیں ہوتیں۔ چنانچہ انسانی آبادی کی ایک عظیم اکثریت غذا' لباس' مکان' تعلیم اور علاج معالجہ جیسی بنیادی چیزوں تک سے مناسب حد تک بہرہ اندوز نہیں ہے۔ جو لوگ نسبتاً خوشحال ہیں اُنہیں بھی بہرحال محنت اور مشقت کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

خوشحال اور دولت مند لوگوں کے بارے میں عوام کو اکثر یہ مغالطہ لاحق ہو جاتا ہے کہ شاید اُنہیں کوئی دکھ نہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جس نوع کے نفسیاتی کرب سے ان کی اکثریت دوچار ہوتی ہے اس کا اندازہ بھی عام آدمی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ انہیں بے شمار قسم کے تضاداتِ ذہنی اور مایوسیوں کا سامنا رہتا ہے اور اکثر و بیشتر امراضِ دماغی کا شکار اسی طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔

یہ دراصل انسانی المیے کا پہلا درجہ ہے اور اسی کا ذکر قرآن حکیم کے تیسویں پارے میں سورۃ البلد کی اس آیت میں نہایت فصاحت و بلاغت سے ہوا ہے کہ: ''ہم نے انسان کو مشقت ہی میں پیدا کیا ہے۔'' (آیت: 4)

اس پر مستزاد یہ ہے کہ اس کا المیہ دنیا کی زندگی ہی میں ختم نہیں ہوتا بلکہ موت کے بعد اس کا اصل اور سخت تر مرحلہ شروع ہوتا ہے گویا بقول شاعر ؎

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

انسانی المیے کا نقطۂ عروج یہ ہے کہ دنیا کی ساری محنتیں اور مشقتیں جھیل کر اور ساری کلفتیں سہہ کر اچانک اسے اپنے خالق و مالک کے سامنے محاسبے کے لیے بھی پیش ہونا پڑے گا' جہاں اسے اپنی زندگی بھر کے اعمال و افعال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ یہی نقشہ ہے جو قرآن کریم کی اس آیۂ کریمہ میں کھینچا گیا ہے۔

''اے انسان! تجھے مشقتیں سہتے' کھپتے کھپاتے بہرحال اپنے رب کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔'' (الانشقاق: 6)

اور پھر اگر اس محاسبے میں اس کے خیالات و اعتقادات اور افعال و اعمال میں کجی کا پہلو غالب نکلا تو اُسے ہمیشہ ہمیش کے لیے دردناک سزا اور اذیت بخش عذاب کے حوالے کر دیا جائے گا اور یہی اصل خسران ہے۔

اس خسرانِ عظیم اور تباہی اور بربادی سے نجات کی شرطِ اوّل ایمان ہے۔ ایمان کا لفظ امن سے بنا ہے اور اس کے لفظی معنی ہیں کسی کو امن دینا اور سکون بخشنا۔ لیکن اصطلاحی معنی میں ''ل'' یا ''ب'' کے صلوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اٰمَنَ لَهٗ یا اٰمَنَ بِهٖ اور اس صورت میں اس کے لفظی معنی تصدیق اور یقین و اعتماد کے بن جاتے ہیں۔

ایمان کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ اس حقیقت پر غور کریں کہ ہر وہ انسان جو عقل اور شعور کی پختگی کو پہنچ جائے لازماً یہ سوچتا ہے کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں اور کائنات کیا ہے اور اس کی ابتدا اور انتہا کیا ہے اور خود میرے سفرِ زندگی کی آخری منزل کون سی ہے۔ جن لوگوں نے فلسفہ کا کچھ بھی مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ پوری انسانی تاریخ کے دوران میں تمام سوچنے اور سمجھنے والے لوگ ان ہی سوالات پر غور و فکر کرتے رہے ہیں اور ان ہی کا اطمینان بخش جواب حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس لیے کہ اس کے بغیر انسان بالکل اندھیرے میں ہے کہ نہ وہ اپنی حقیقت سے آگاہ ہے نہ کائنات کی حقیقت پر مطلع اور نہ اپنے آغاز و انجام کی خبر اُسے حاصل ہے نہ کائنات کی ابتدا و انتہا کا علم۔

ایمان' کائنات اور انسان کے بارے میں علم کا حقیقی نام ہے اور اس کے دو نتیجے لازمی ہیں:

ایک یہ کہ انسان کا اضطراب رفع ہو جائے اور اسے سکون اور اطمینان حاصل ہو جائے' اور کائنات اور خود اپنی حقیقت کا علم حاصل کرنے کی جو پیاس اس کی فطرت میں تھی اسے تسکین حاصل ہو جائے۔

دوسرے یہ کہ چونکہ بقول سقراط ''علم نیکی ہے اور جہالت بدی'' لہٰذا اس علمِ حقیقی کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ عمل بھی درست ہو جائے اور انسان بہترین اخلاق سے مزین ہو جائے اور گھٹیا اعمال و افعال کا خاتمہ ہو جائے۔

ایمان‘ عمل صالح‘ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر چار مختلف چیزیں نہیں ہیں‘ بلکہ ایک دوسرے کا منطقی نتیجہ اور ایک سیدھی شاہراہ کی چار منزلیں ہیں۔ ان کے آپس کے ربط وتعلق کی دوسری مثال یہ ہے کہ ایمان دراصل ایک بیج کے مانند ہے‘ جس سے عمل صالح کا پودا پھوٹتا ہے اور جب یہ پودا اپنی پختگی کو پہنچتا ہے تو تواصی کے برگ و بار لاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ قرآن مجید اکثر وبیشتر ایمان کے ساتھ اس کے اوّلین نتیجے یعنی عمل صالح کا تذکرہ لازماً کرتا ہے‘ لیکن کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ صرف ایمان کے تذکرے سے ان چاروں کو مراد لے لیا گیا ہے جیسے ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا ......﴾ میں جہاں ایمان کے بھی صرف اصل الاصول یعنی ربوبیت خداوندی کے اقرار کا تذکرہ فرمایا گیا اور (ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا) میں عمل صالح‘ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر سب کو سمیٹ لیا گیا اور کہیں ایمان کے بعد عمل صالح کے ذکر کے بغیر تواصی کا تذکرہ فرمادیا گیا‘ جیسے سورۃ البلد میں ﴿ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ کے فوراً بعد فرمایا گیا کہ ﴿وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ ﴿۱۷﴾﴾ واقعہ یہ ہے کہ قرآنِ حکیم صلاح وفلاح کے جس راستے کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ یہ چار چیزیں اس کے لیے بمنزلۂ اساس کے ہیں اور ان ہی کی تشریح اور ان کے مدارج ومراتب کی تفصیل قرآن کے صفحات میں جابجا پھیلی ہوئی ہے۔

پھر جس طرح ایمان کے ابتدائی مراحل سے لے کر صدیقیت کے مقام تک بے شمار مدارج ہیں اور عمل صالح موٹے موٹے اعمال سے شروع ہو کر ایک گھنے اور پاٹ دار درخت کی طرح انسانی زندگی کے جملہ اطراف حتیٰ کہ اس کے بعید ترین گوشوں تک پر محیط ہوجاتا ہے‘ اسی طرح تواصی بالحق کے بھی مختلف مدارج اور مراتب ہیں۔ اس کی ابتدائی اور اوّلین صورت تواصی بالمرحمۃ کی ہے‘ جس کے مواقع ہر انسان کو ہروقت ملتے ہیں اور جس کی صلاحیت سے بھی شاذ ہی کوئی انسان محروم رکھا گیا ہے۔ اس سے بلند تر مرتبے میں تواصی بالحق‘ دعوت الی اللہ اور ’’امر بالمعروف ونہی عن المنکر‘‘ کی صورت اختیار کرتا ہے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر یہی تواصی بالحق کا شجرہ طیبہ شہادت حق‘ اعلائے کلمۃ اللہ اور اقامتِ دین کی سعی وجہد کے برگ و بار لاتا ہے‘ جن کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے!

صبر ان تمام مراحل میں انسان کا سب سے بڑا سہارا ہے اور تواصی بالحق کے اعلیٰ مدارج میں تو اس کو ایک اجتماعیت میں سمو کر تواصی بالصبر کی شکل دینے کے سوا کوئی چارۂ کار رہتا ہی نہیں۔

ایمان‘ عمل صالح‘ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے ان تمام مدارج تک ہر انسان کا پہنچنا یقیناً محال ہے۔ لیکن اگر کسی انسان کی شخصیت کو کوئی اخلاقی یا روحانی بیماری گھن کی طرح کھا نہ چکی ہو تو لازم ہے کہ ایمان کا تخم جب اس کی کشت قلب میں جم کر پھوٹے تو اس سے عمل صالح اور تواصی بالحق کی متناسب اور متوازن شاخیں نمودار ہوں۔

ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی جو ایمانیات کے بھی مبادی تک ہی رسائی رکھتا ہو اور شریعت کے موٹے موٹے احکام پر عمل پیرا ہو‘ اگر صرف تواصی بالمرحمۃ ہی تک پہنچ پائے تو یقیناً کوئی غلط بات نہیں‘ لیکن اگر صورت یہ ہو جائے کہ ایمان بالغیب کو ایمان شہودی بنانے کے لیے تو ریاضتوں اور مجاہدوں پر ایڑی چوٹی کا زور صرف ہو رہا ہو اور عبادات میں نوافل کی کثرت کے ساتھ مستحبات تک کا اہتمام باریک بینی اور چھان پھٹک کے ساتھ ہو رہا ہو‘ لیکن تواصی بالحق تو سرے سے ہی نہ ہو‘ یا محض وعظ ونصیحت کی حد تک‘ تو یہ یقیناً ایک پریشان کن صورت حال ہے۔

پھر اسی طرح یہ صورت حال بھی یقیناً غلط ہی نہیں انتہائی مہلک ہے کہ تواصی بالحق کے تو بلند ترین درجات پر فائز ہونے کی سعی کی جائے اور بزعم خویش اعلائے کلمۃ اللہ‘ اقامت دین الٰہی اور قیام نظام اسلامی کی جدوجہد کی جائے‘ لیکن عبادات میں محض فرائض کی ادائیگی ہو اور وہ بھی مارے باندھے‘ اور ایمان کے باب میں صرف چند کلامی نظریات پر اکتفا کرلی جائے۔

ان دو انتہائی صورتوں کے درمیان اور بھی جتنی غیر متوازن صورتیں پائی جائیں سب کی سب غلط ہیں اور مہلک امراض کی علامات!

سورۃ العصر انسان کے لیے نجات کی جس واحد راہ کی نشاندہی کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنی اپنی صلاحیت اور وسعت وہمت کے مطابق ایمان کی گہرائیوں تک رسائی کی کوشش کرے اور جتنا جتنا اس کی حلاوت اور چاشنی سے حصہ حاصل کرتا جائے‘ اُسی قدر عمل صالح‘ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر پر عمل پیرا ہوتا چلا جائے۔

رہا یہ مسئلہ کہ مختلف انسانوں کی صلاحیت اور وسعت کا تعین کس طرح ہو تو اگرچہ اکثر لوگوں کو شیطان نے دین میں ان کی بے عملی کے لیے یہی عذر سجھا رکھا ہے کہ ہمارے اندر صلاحیت اور قابلیت موجود نہیں‘ لیکن اس کا سیدھا سا پیمانہ جو ہر شخص کے ساتھ ہر دم موجود ہے‘ یہ ہے کہ دنیا میں اس کی صلاحیت اور قابلیت کا ظہور کس درجے میں ہو رہا ہے۔ ایک ایسا شخص جس کی ہمت دنیا کی دوڑ میں بھی جواب دے چکی ہو‘ اگر دین میں عذر پیش کرے تو یقیناً اس کا عذر قابل قبول ہے۔ لیکن ایسے لوگ جو دنیا کے سارے کاروبار میں دن دُگنی رات چوگنی ترقی کر رہے ہوں‘ اگر دین کے معاملے میں عدم صلاحیت اور فقدانِ قابلیت کے عذر پیش کریں تو ظاہر ہے کہ ان کا یہ عذر کسی درجے میں بھی لائق اعتنا نہیں۔

(بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کتابچہ ’’راہ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں‘‘ سے ماخوذ)

❁❁❁

دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، گل گشت ملتان کے بزرگ رفیق محترم نصیر احمد خان درانی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0308-5551212

☆ حلقہ کراچی وسطی کے ناظم توسیعی دعوت انجینئر محمد عثمان علی کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-2131193

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے معتمد حلقہ محترم شوکت حسین انصاری کا بھانجا وفات پا گیا۔
برائے تعزیت: 0322-6187858

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل تنظیم کے مبتدی رفیق محترم مشتاق حسین کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0346-2101238

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لَھُمۡ وَارۡحَمۡھُمۡ وَاَدۡخِلۡھُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِکَ وَحَاسِبۡھُمۡ حِسَابًا یَّسِیۡرًا

اُمّتِ اسلامیہ کی زبوں حالی اور اُس کا اصل علاج

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

تمام اُمتِ اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے، ہر جگہ اضطراب ہی اضطراب ہے، نہ حکمرانوں کو چین نصیب ہے، نہ محکوم آرام کی نیند سو سکتے ہیں۔ مصیبت بالائے مصیبت یہ کہ کوئی بھی صحیح علاج نہیں سوچ رہا ہے۔ جو زہر ہے، اُس کو تریاق سمجھ لیا گیا ہے، جو تباہی و بربادی کا راستہ ہے اس کو نجات کا راستہ سمجھا جا رہا ہے، جو تدبیریں شقاوت کو دعوت دے رہی ہیں انہی کو ذریعۂ سعادت خیال کیا جا رہا ہے۔ ماسکو ہو یا واشنگٹن تل ابیب ہو یا بیجنگ تمام جہنم کے راستے ہیں، کوئی بھی سرورِ کونین ﷺ کے مدینہ کا راستہ جو سراسر نجات و سعادت کا اعلیٰ ترین وسیلہ ہے نہیں سوچ رہا ہے، جو صراطِ مستقیم جنت کو جا رہا ہے ہم اُس سے بھٹک گئے ہیں۔ نہ معلوم کہ اربابِ عقول کی عقلیں کہاں چلی گئیں؟ اربابِ فکر کیوں فکر سے عاری ہو گئے؟ آخر تاریخ کی یہ عبرتیں کس لیے ہیں؟ حقائق سے کیوں چشم پوشی کی جا رہی ہے؟ خاکم بدہن ایسا تو نہیں کہ تکوینی طور پر اُمت پر تباہی و بربادی کی مہر لگ چکی ہے؟ اس اُمت کا زوال مقرر ہو چکا ہے؟ عروج کا دور ختم ہو گیا ہے؟ حق تعالیٰ نے تو اسلام اور صرف اسلام کی نعمت کو آخری نعمت فرمایا تھا اور یہ صاف و صریح اعلان ہو چکا تھا کہ اس کے سوا کوئی رشتہ و رابطہ، کوئی دین و مسلک قابل قبول نہ ہو گا، نجات اسی دین اسلام میں ہے اور اسی دینی رابطہ میں فلاح و سعادت ہے۔ باقی تمام راستے شقاوت و ہلاکت اور تباہی و بربادی کے راستے ہیں اور یہ ابدی اعلان آج بھی حق تعالیٰ کے آخری پیغام میں کیا جا رہا ہے:

﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ج﴾ (آل عمران: 85) ”اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو وہ اس کی جانب سے قبول نہیں کیا جائے گا۔“

اور سورۂ عصر میں تاریخ عالم کو گواہ بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ جن لوگوں میں ایمان باللہ، عمل صالح، تواصی بالحق، اور تواصی بالصبر، یہ چار باتیں نہیں ہوں گی، ان کا انجام تباہی و بربادی ہے، کیا اسی اسلام سے روگردانی کی اتنی بڑی سزا پاکستان اور پاکستانیوں کو نہیں ملی کہ چند لمحوں میں آبادی کے لحاظ سے عظیم ملک دولخت ہو کر ایک چھوٹا سا ملک بن گیا؟ کیا بنگلہ دیش کے قضیہ سے دونوں طرف کے مسلمان عذابِ الٰہی میں نہیں مبتلا ہوئے؟ اسلامی رابطہ، اتحاد و اُخوت ختم کر کے کیا دولت کمائی؟ آخرت سے پہلے دنیا کی رسوائی اور خسران و تباہی بھی دیکھ لی۔ افسوس کہ وہی غیر اسلامی سبق پھر یہاں مغربی پاکستان میں دوہرایا جا رہا ہے، وہی سندھی، پنجابی، بلوچ اور پٹھان کے خطرناک نعرے یہاں بھی اُبھر رہے ہیں۔ ارحم الراحمین کے غضب کو دعوت دینے والی صورتیں اختیار کی جا رہی ہیں۔ طاغوتی طاقتیں جن کا ڈورا باہر کے شیاطین کے ہاتھ میں ہے، اسلام اور مسلمانوں پر ایک اور کاری ضرب لگانے کی فکر میں لگ گئے ہیں، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔ نہ اربابِ حکومت مرض کا صحیح علاج سوچ رہے ہیں، نہ اربابِ دین' دین کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں، نہ اربابِ قلم زورِ قلم اصلاحِ حال پر خرچ کر رہے ہیں۔ غور کرنے سے یہی معلوم و محسوس ہوتا ہے کہ اس قوم کا آخرت پر یقین یا تو ختم ہو گیا یا اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جنت و جہنم اور حیاتِ ابدی کے تصور سے دل و دماغ خالی ہو گئے ہیں، تمام نعمتیں و آسائشیں صرف دنیا کی چاہتے ہیں۔ جب مرض یہ ہے یعنی دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت تو اب رہنمایانِ قوم کا فرض یہ ہے کہ اسی کا تدارک کریں اور اسی کا علاج سوچیں۔ گزشتہ چند سالوں کے تجربات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ جو طریقہ علاج کا سوچا گیا اور عملاً اس کو اختیار بھی کیا گیا، وہ صحیح قدم نہ تھا۔ اخبارات بھی جاری کیے گئے، جماعتیں بھی بنائی گئیں، جلسے بھی کیے گئے، جلوس بھی نکالے گئے، مظاہرے بھی کیے گئے، جھنڈے بھی اُٹھائے گئے، نعرے بھی لگائے گئے، الیکشن بھی لڑے گئے، کچھ ممبر بھی منتخب ہو گئے، اسمبلیوں میں پہنچ گئے، کچھ تقریریں بھی کیں، کچھ تجویزیں بھی پاس ہوئیں، لیکن یہ سب نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئے۔ قوم سے چندے کیے گئے کروڑوں روپے خرچ بھی کیے، لیکن قوم جہاں تھی کاش! وہیں رہتی، ہزاروں میل پیچھے ہٹ گئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ تدابیر اختیار نہ کی جائیں اور یہ بالکل عبث وضیاعِ وقت ہے، لیکن اتنا تو واضح ہو گیا کہ یہ پورا علاج نہیں یا اصل علاج نہیں اور یہ نسخہ مفید ثابت نہ ہوا، مرض کا ازالہ اس سے نہیں ہو سکا۔

اصلاحِ معاشرہ کا صحیح طریقہ

بہر حال ان سیاسی تدبیروں کے ساتھ اب دینی سطح پر کام کی ضرورت ہے، اگر آپ کا شوق اس کا متقاضی ہے کہ سیاسی تدبیریں اختیار کی جائیں اور سیاسی حربے بھی استعمال ہوں اور آپ کی طبیعت اور ذوق ان وسائل کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں، اگرچہ ہماری دیانت دارانہ رائے یہی ہے کہ ان کی حقیقت ایک سراب سے زیادہ نہیں اور ”کوہ کندن و کاہ برآوردن“ والی مثال صادق آتی ہے، وقتی اور سطحی عوامی فائدے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ذوق تسلیم نہیں کرتا تو ترک نہ کیجیے، لیکن اصلی اور حقیقی و بنیادی کام اصلاحِ معاشرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو بھولا ہوا سبق یاد دلائیں اور انبیاءِ کرام علیہم السلام اور مصلحین اُمت کے طریقوں پر آسمانی ہدایات کی روشنی میں اصلاح کا بیڑہ اُٹھائیں اور اپنی پوری طاقت انفرادی، اجتماعی اصلاحِ اُمت پر خرچ کی جائے۔ گھر گھر، بستی بستی پہنچ کر دعوت الی الخیر کا ربانی پیغام پہنچائیں، اجتماعات ہوں تو اسی مقصد کے لیے، جلسے اگر ہوں تو اسی بنیاد پر، مجلّات ہوں تو اسی کام کے لیے، اخبارات کے صفحات ہوں تو اسی مقصد کے لیے۔ اور کاش! کہ اگر حکومت کے وسائل حاصل ہوں اور ٹی وی و سوشل میڈیا وغیرہ کی پوری طاقت بھی اس پر خرچ ہو تو چند مہینوں میں یہ فضا تبدیل ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس وقت یہ آرزو تو قبل از وقت ہے کہ حکومت کی سطح پر جو وسائل نشر و اشاعت ہیں وہ ایمان کی روح سے آراستہ ہوں اور ایمانی حرارت اور نور اُن میں جلوہ گر ہو، ان کے ذریعہ اصلاح ہو۔ اب ضرورت اس کی ہے کہ آج کی نسل خدا ترس بن جائے، اُن کی اصلاح ہو، آج کی یہی نسل کل حکمران ہو۔ تمام تر وسائل نشر و اشاعت اور خبر رساں ایجنسیاں سب کے سب

اشاعت اسلام وتزکیہ اخلاق کے سرچشمے ہوں۔ پوری قوم نہ سہی اکثریت یا قابلِ اعتبار اہم اقلیت کی ہی اصلاح ہوجائے تو کل کرسیِ صدارت ہو یا کرسیِ وزارت، منصب سفارت ہو یا وسائل نشرواشاعت، سب کے سب تعلیم اسلام وتعلیم دین کے مراکز بن سکیں گے۔ اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاسبان خود چور بن گئے ہیں، جو رہبر تھے، وہ رہزن بن گئے ہیں۔ تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں، ''عیاں راچہ بیان'' جوصورت حال ہے وہ سامنے ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت دین کی اہم ترین پکار یہی ہے کہ خدا کے لیے اُٹھو اور خوابِ غفلت سے بیدار ہوجاؤ اور سفینۂ حیات کوساحل مراد تک پہنچانے کی پوری جدوجہد کرو۔

نیز یہ چیز پیش نظر رہے کہ طاغوتی طاقتیں اور تمام تر فتنہ وفساد برسرکار ہیں اور نہایت تیزی سے سیلاب آرہا ہے، کمزور وناتواں کوشش کافی نہیں۔ فساد معاشرے میں ایٹم کی رفتار سے پھیل رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ کیڑے مکوڑوں کی رفتار سے مقابلہ کیا گیا تو کیونکر اصلاح ممکن ہوگی۔ خدارا! یہ آگ جولگ چکی ہے' جلد سے جلد بجھانے کی کوشش کرو، ورنہ تمام قوم وملک اس کے شعلوں کی نذر ہوجائے گا۔ افسوس وتعجب سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جاتی ہے تو وہ فوراً بجھانے کی تدبیر میں لگ جاتا ہے، کوتاہی نہیں کرتا لیکن دینِ اسلام کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے، صدیوں کا جمع کیا ہوا ذخیرہ نذرِ آتش ہونے کے قریب ہے، لیکن ہم اطمینان سے بیٹھ کر تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

پاکستان کے بحرانوں کا حقیقی علاج دعوت الی اللہ ہے۔ ہمارے ملک میں جو بحران ہے وہ مشرقی پاکستان کو موت کی نیند سلا دینے کے بعد بھی تھمنے نہیں پایا، بلکہ اس کا سارا زور سمٹ کر اب نیم جان مغربی پاکستان پر لگا ہوا ہے۔ مریض کے حالات اتنے غیر یقینی اور مستقبل اتنا بھیانک ہے کہ اسے ضبط تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ ہم علماء سے، طلبہ سے، حکام سے، صحافیوں سے، وکیلوں سے، کسانوں سے، مزدوروں سے اور ہر ادنیٰ واعلیٰ سے خدا کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ اگر اس ملک کی اور خود اپنی زندگی کچھ دن اور مطلوب ہے، اگر ہمارے دل پتھر، ہمارے ذہن مفلوج، ہمارے دماغ ماؤف اور ہمارے اعضاء شل نہیں ہوگئے ہیں اور اگر ہمارے بدن میں زندگی کی کوئی رمق اور ہماری آنکھ میں عبرت وغیرت کا کچھ پانی ابھی موجود ہے تو ہمیں سارے دھندے چھوڑ کر، سارے ضروری کام ملتوی کر کے اور سارے مشاغل سے ہٹ کر چند دن کے لیے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہوگا۔ اس کے لیے سب کو نکلنا ہوگا، سب کے پاس جانا ہوگا، دربدر کی ٹھوکریں کھانی ہوں گی۔ اگر ملک کا معتد بہ حصہ اس فرض کو انجام دینے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوگا تو حق تعالیٰ اس ملک کی اور اس کے ساتھ ہماری بقاء کا فیصلہ فرمادیں گے اور پھر امریکہ، اسرائیل اور بھارت اور روس بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر ہم بدستور اپنی اپنی لے میں مست اور اپنے اپنے کام میں مگن رہے اور دعوت الی اللہ کے کام کے لیے اپنے اوقات، اپنے مال اور اپنی جان کو خرچ کرنے کی ہمت نہ کی تو خدا ہی جانتا ہے کہ اس فرض ناشناسی کی پاداش کن کن شکلوں میں ظاہر ہوگی۔ ہماری تدبیریں، ہماری حکومتیں، ہماری وزارتیں، ہماری اسمبلیاں، ہمارے وسائل خدا کے فیصلے کو نہیں بدل سکتے۔

میٹنگیں بلانے، عمائد کو جمع کرنے، اتحاد کے نعرے لگانے اور مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنے پر بہت وقت ضائع کیا جاچکا ہے۔ اب وقت ہمیں ایک لمحہ کی مہلت دینے کو بھی تیار نہیں۔ نہ دعوت واصلاح کے خاکے مرتب کرنے پر مزید اضاعت وقت کی ضرورت ہے۔ اپنے ذوق، اپنے تقاضوں اور اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ دیجئے۔ ملت کی شکستہ کشتی کے ٹوٹے ہوئے اس تختہ کو جس پر پانچ کروڑ نفوس سوار ہیں، اگر بچانا ہے تو بس یہی ایک تدبیر ہے کہ ہم سب اخلاص کے ساتھ خفافاً وثقالاً اس کام کے لیے نکل کھڑے ہوں اور دعوت کے کام کو سیکھیں اور کریں۔ ہم ایک بار پھر علماء اور دانشور طبقہ سے عرض کریں گے کہ: خدارا! مقتضائے حال کو سمجھو، ہمارے موجودہ مشاغل ہمارے پاؤں کی زنجیر بن جائیں گے۔ اگر محمد ﷺ کی اُمت کے لیے دعوت واصلاح کی محنت والا کام نہ سنبھالا گیا اور اگر ہماری بے اتفاقی، لاپروائی اور بے اعتنائی کی یہی کیفیت رہی جواب تک ہے تو وقت کا فیصلہ بڑا ہی شدید اور بھیانک ہوگا۔ مشرق والوں کو اس کا تجربہ ہوچکا ہے، ہمیں اس سے عبرت پکڑ لینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور ملتِ بیضاء کی حفاظت کی توفیق اُمت کو نصیب فرمائیں۔ آمین!

❁❁❁

شاہین کا جہاں

شاعرِ مشرق: علامہ اقبالؒ

کبھی اے نوجواں مسلم تدبّر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا
تمدن آفریں، خلّاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب، یعنی شتر بانوں کا گہوارا
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار، تو ثابت وہ سیارہ
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مُسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا

محوِ حیرت ہوں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

افغانستان کی دلدل سے نکل کر، امریکہ اب ٹرمپ کے گرداب میں جا پھنسا۔ اسرائیل کے فرمائشی پروگرام پورا کرتے ٹرمپ نے اپنے عوام، اپنے اتحادیوں سبھی کو پریشان وسرگشتہ کر رکھا ہے۔ روزانہ کی کہانی یکساں ہے۔ وہی ہم ہیں اور وہی سوزِ غم، وہی صبح اور وہی شام ہے! خطوں کے خطے جنگوں کی زد میں ہیں۔ ہر صبح بمباریوں کی راتوں کی بڑھتی گنتی کی خبر لاتی ہے۔ کیونکہ ایران نے 3 امریکی فوجی ہلاک کردیے سو آٹھویں رات بھی ایران پر بمباری کرنی پڑی۔ اس کے نتیجے میں ایران کو کویت پر حملے کرنے پڑے۔ جواباً کویت نے ایران پر ڈرون داغ دیا۔ صہیونی مقاصد کی تکمیل کے سوا کچھ بھی دنیا ہوتے نہیں دیکھ رہی۔

ہرمز کے گلے میں پھنسی اس جنگ کی چھچھوندر پوری دنیا کی معیشت پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ خلیجی ممالک، یورپی اتحادی سبھی حیران وسرگرداں۔ کمزور ممالک کے لیے کمرتوڑ مسائل، ان کی افلاس زدہ آبادیوں کا جینا حرام کر رہے ہیں۔ ٹرمپ یہ جنگیں کانگریس سے مشورے، اجازت کے بغیر، قوم اور اتحادیوں سے بالا بالا اسرائیلی خناس، زعمِ باطل کی زد میں آ کر شروع کر بیٹھا۔ غزہ درمیان میں معلق چھوڑ کر، بیس نکاتی پلان، بورڈ آف پیس، استحکام کے لیے کھڑی کی جانے والی فورس، تعمیرنو سبھی ادھورا چھوڑ کر ایران پر پل پڑا۔ اسرائیل نے جنگ بندی قبول کی، نہ فوج نکالی، نہ امدادی قافلوں کی بحالی ہوئی، نہ غزہ کی آبادی کو انسانی بحران سے نکلنے کی کوئی سہولت، سکھ کا کوئی دن میسر آیا۔ بلکہ غزہ پر قبضہ بڑھتے بڑھتے 60 فیصد سے بھی تجاوز کر گیا۔ مغربی کنارہ اب عین غزہ والی صورت حال میں پھنسا غیر قانونی آبا کاروں کے ہاتھوں ناجائز قبضوں، فلسطینی آبادی کی بے دخلی، قید و بند اور قتل و غارت گری کا نشانہ بن رہا ہے۔ دنیا ایران امریکہ جنگی تماش بینی میں یا ورلڈ کپ میں کھوئی رہی۔ اسی دوران اسرائیل لگے ہاتھوں پورے اطمینان سے گریٹر اسرائیل کہانی خود لبنان، شام میں پوری کر رہا ہے۔ ایران امریکہ میں سلگاؤ، جلاؤ، بھڑکاؤ کے ہاتھوں مشرقِ وسطیٰ اجاڑنے کا منصوبہ جاری وساری ہے۔

رہی سہی کسر یوں نکل گئی کہ 13 جولائی کو یمنی حوثیوں نے سعودی ابہا ایئرپورٹ پر کئی بیلسٹک میزائل اور ڈرون دے مارے۔ اس حملے سے 2022ء میں ہونے والا امن معاہدہ (سعودی عرب، حوثیوں مابین) چار سال بعد ٹوٹ گیا۔ یہ حملہ خطے کی جنگ کو وسیع تر پھیلانے کے اعتبار سے نہایت تشویش کا باعث بنا۔ سعودی عرب اور پاکستان مابین دفاعی معاہدہ ہے۔ اس حملے سے امریکہ، ایران جنگ میں ثالث پاکستان بھی متاثر ہوتا ہے! برطانوی نمائندے نے بھی یو این میں اس حملے پر شدید ردِعمل دیا۔ پاکستانی اہل کار نے رائٹر کے نمائندے کو بتایا کہ ہماری اعلیٰ سطحی فوجی اور سول قیادت نے ایران کو آگاہ کر دیا ہے کہ سعودی عرب پر حملہ ہماری سرخ لکیر ہے۔ پاکستان کا سعودی عرب سے معاہدہ یوں ہے کہ ایک پر حملہ دونوں پر حملہ متصور ہوگا۔ اگر سعودی عرب کو ہماری ضرورت پڑی تو ہم ساتھ کھڑے ہوں گے۔ یادرہے کہ پاکستانی فوج یمنی سرحد پر سعودی عرب میں تعینات ہے۔ بحرِ احمر میں اس حملے سے پاکستان کے جہازوں کی آمدورفت اور کئی دوسرے ممالک بھی متاثر ہوں گے۔

اگر یہ اقدام اس جنگ کو پھیلا کر باب المندب کی طرف لے گیا۔ (بحر احمر میں) تو ابھی دنیا ہرمز سے نمٹی نہیں اور دوسری اہم تنگ بحری گزرگاہ (Bottleneck) آڑے آ کر دنیا میں بحری تجارت، معیشت کے لیے ایک نئی بلا کھڑی کر سکتی ہے۔ باب المندب پر اختیار، کنٹرول یمنی حوثی، (ایرانی پشت پناہی) جبوتی اور اریٹیریا کا ہے۔ یمنی اپنے مقام پر نہایت جارحانہ انداز سے اپنا اختیار استعمال کرتے ہیں۔ یہاں اہمیت کی بنا پر بین الاقوامی اتحاد بھی امریکہ کی سرکردگی میں محفوظ آمدورفت کے لیے پٹرولنگ کرتا ہے۔

اس نازک صورت حال میں اسرائیل کی طرف سے پورے اطمینان سے فلسطینی سرزمین پر قبضے کی تکمیل اور فلسطینی آبادی کی نسل کشی مکمل کرنے کا عمل (پناہ بخدا) جاری وساری ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ دنیا اس سے نہ لاعلم ہے نہ بے پروا۔ وسطی لندن میں 5 لاکھ سے زائد برطانوی لیبر پارٹی کے نئے وزیرِاعظم سے فلسطینی جھنڈے اٹھائے ہوئے اقدام کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ (ہفتہ اتوار روزِاول سے فلسطینی جدوجہد کے نام کر رکھا ہے۔) پیرس میں بھی اہم ترین مقام پر ایفل ٹاور سے قریب بہت بڑا پوسٹر فلسطینی اہم قیدی مروان برغوتی کی رہائی کے مطالبے پر مبنی ہے۔ بانکے پکارے اہم جگہ متوجہ کیا جا رہا ہے۔ ناورے نے ان تمام سرمایہ کاریوں اور وسائل کی فراہمی پر پابندی لگانے کا ووٹ دیا جو مغربی کنارے پر غیر قانونی قابض آبا کاروں سے متعلق ہوں۔ دو دن بعد ناروے میں ایک وحشی آگ پوری بستی کو چاٹ گئی۔ لکڑی کے بنے گھر سینکڑوں کی تعداد میں تباہ ہوگئے، چھوڑنے پڑے۔ اس پر گہرے شبے کا اظہار اور صہیونیوں کی طرف انگلیاں اٹھتی ہیں شبے میں!

یہ امر انتہائی اذیت ناک ہے کہ اس پورے عرصے میں امریکہ یورپ میں رہنماؤں نے سوائے خبریں لگانے اور اظہارِ افسوس کے، غزہ اور مغربی کنارے پر اسرائیلی مظالم کی حقیقی روک تھام کے لیے عملاً اقدام نہ کیا۔ عوام الناس کے مظاہرے، قربانیاں، دردمندی قابل قدر ہے مگر قیادتوں کا بھرپور معلومات کے باوجود قیدیوں پر ظلم وتشدد کی انتہائی غیر معمولی شدت پر مہر بلب رہنا ہی دستورِ عالم بن چکا ہے۔ ایسے مظالم جن کو نوکِ قلم لکھنے سے بھی انکاری ہو۔ اب مزید جو اقدام ہو رہا ہے وہ زخموں پر نمک چھڑکنے کا مزید اہتمام ہے۔ یہ نیا پلان فلسطینی قیدیوں کے زندانوں پر انسانی گارڈ متعین کرنے کی بجائے مگرمچھوں کی تعیناتی ہوگی۔ اگرچہ اسرائیلی فوج مگرمچھ سے کچھ بھی کم نہ تھی۔ مگر اب نیشنل سیکورٹی (بدنام زمانہ) وزیر اتمار بن گویر کا پلان

ہے کہ قید خانوں کے باہر خندقیں کھود دی جائیں گی، چوڑی اور گہری، پانی بھر کر 'تربیت یافتہ جنگلی جانور' یعنی مگرمچھ سدھا کر رکھے جائیں گے۔ کرنل اور بریگیڈیئر مگرمچھ، وزیر سیکورٹی مگرمچھ! قانونی طور پر اسے قبول کرنے کے لائق بنا دیا گیا ہے۔ 9500 فلسطینی بشمول بچے، خواتین ان قید خانوں میں ہیں جہاں حقوق تنظیمیں پہلے ہی بھوک، ٹارچر، طبی سہولیات کی عدم فراہمی رپورٹ کرتی ہیں جس سے درجنوں قیدی وفات پا گئے۔ اب مگرمچھ گارڈوں سے اخراجات کم ہوں گے اور سیکورٹی بڑھ جائے گی۔ اسرائیل نے ان تین سالوں میں ہر سطح پر درندگی و وحشت کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔

پاکستان میں مدرسہ ڈسکورسز کے عنوان سے پچھلے ادوار میں بہت ذکر رہا۔ مدارس کے طلبہ کو روشن خیال اسلام، جس میں نام اسلام کا تو ہو مگر اندر سے ڈبا خالی ہو۔ یا مغربیت اور فکری گمراہی کا سامان کیا جاتا رہے۔ یہ سلسلہ اب بھارتی مسلمانوں کے لیے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں کیا جا رہا ہے۔ وہی تمام متنازعہ نام جو پہلے آ چکے موجود ہیں۔ امریکی کٹر کیتھولک یونیورسٹی آف نوٹرے دیم کے تابع، 'پلورلزم' کے اسباق (وحدتِ ادیان) مدارس کے نوجوانوں کو دیے جائیں گے۔ (عام یونیورسٹیاں تو ہر جا پہلے ہی ہمہ پہلو 'پلورل' ہو چکیں!) یعنی یہ نظریہ رکھنا کہ صرف ہمارا مذہب (اسلام) ہی سچائی کا مصدر نہیں، عیسائی، یہودی مذاہب بھی درست ہیں۔ مدرسہ طلبہ کو اس نظریے پر ایمان لانا گویا سکھایا جائے گا! قرآن میں جا بجا اللہ کے واضح فرمان موجود ہیں؟ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ 'اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے' (آل عمران: 19) اور: 'اب کیا یہ لوگ دین اللہ (اللہ کی اطاعت کا طریقہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں۔' (آل عمران: 83) کیا ہوئے؟؟

نوٹرے ڈیم یونیورسٹی اور مردوں کی جگہ چرچ (امریکہ) میں جمعہ کی نماز کی امامت کروانے والی خاتون امینہ ودود، ترقی پسند ماہان مرزا، محمد فضل جو شریعت میں (عیاذا باللہ) ہم جنس پرستوں کی شادی کا جواز فراہم کرنے والے یکے از ماہرین پلولرازم میں، اور کیا دے سکتے ہیں۔ مشتری ہوشیار باش! پاکستان میں ان خواتین و حضرات کی کمی نہیں ہے!

'محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی!'

❁❁❁

پریس ریلیز 24 جولائی 2026ء

امریکہ کی عرب ممالک کو نام نہاد ابراہم اکارڈز کے جال میں پھنسانے کی تازہ کوششیں انتہائی تشویشناک ہیں۔ ایران، حوثی اور خطے کے دیگر مسلم ممالک آپس کی جنگ کی بجائے صبر و تحمل سے کام لیں۔ پاکستان کو بڑھتے ہوئے صہیونی ہاتھوں کو توڑنے کے لیے عسکری کے ساتھ نظریاتی معرکہ حق کے لیے تیار رہنا ہوگا۔

شجاع الدین شیخ

امریکہ کی عرب ممالک کو نام نہاد ابراہم اکارڈز کے جال میں پھنسانے کی تازہ کوششیں انتہائی تشویشناک ہیں۔ ایران، حوثی اور خطے کے دیگر مسلم ممالک آپس کی جنگ کی بجائے صبر و تحمل سے کام لیں۔ پاکستان کو بڑھتے ہوئے صہیونی ہاتھوں کو توڑنے کے لیے عسکری تیاری کے ساتھ نظریاتی معرکہ حق کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ کے ایران پر دوبارہ حملوں کے آغاز اور ایران کی عرب ممالک کے خلاف عسکری کارروائیوں نے پورے خطے کو ایک مرتبہ پھر بارود کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ یمن کے حوثیوں کی جانب سے سعودی عرب پر حملوں نے بھی جنگ کا رخ امریکہ اور اسرائیل سے پھیر کر مسلم ممالک کی طرف کر دیا ہے، جو کسی المیہ سے کم نہیں۔ پھر یہ کہ آبنائے ہرمز کے ساتھ باب المندب کی گزرگاہ کی بندش سے دنیا بھر کی بحری تجارت و معیشت کی تباہی کے آثار واضح ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف اسرائیل، غزہ، مغربی کنارے اور لبنان میں مسلمانوں کی نسل کشی جاری رکھے ہوئے ہے اور اُس کے مظالم کو روکنے کے لیے نہ مسلم ممالک تیار نظر آتے ہیں نہ ہی بین الاقوامی ادارے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ امریکہ کے صدر ٹرمپ کا یہ بیان کہ سعودی عرب کے ساتھ ''صرف پُرامن مقاصد'' کے لیے جوہری معاہدہ اس بات سے مشروط ہوگا کہ سعودی عرب نام نہاد ابراہم معاہدوں کا حصہ بنے، انتہائی تشویش ناک ہے۔ ٹرمپ کے اس بیان نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ امریکہ درحقیقت صہیونیوں کے 'گریٹر اسرائیل' کے ابلیسی ایجنڈا کی تکمیل کے لیے سرگرداں ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر اب بھی مسلم ممالک آپس میں دست و گریباں رہے اور اپنے اصل دشمن کا ادراک نہ کر سکے تو تباہی و بربادی سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ پاکستان کو برادر مسلم ممالک کے مابین ثالثی اور مصالحت کروانے کا کردار ادا کرتے رہنا چاہیے۔ البتہ دشمن بالخصوص صہیونیوں کا اگلا ہدف پاکستان خود ہو سکتا ہے، لہٰذا ہمیں عسکری تیاری کے ساتھ نظریاتی سطح پر خود کو مضبوط اور سیاسی و معاشی سطح پر مستحکم کرنا ہوگا۔ پاکستان میں اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی نافذ ہوگا، تو ہی ہم دشمن کے اپنے طرف بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو توڑ سکیں گے اور اُمتِ مُسلمہ کی قیادت کی ذمہ داری بھی ادا کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پاکستان سمیت اُمتِ مُسلمہ کے قائدین آپس کے اتحاد و اتفاق سے دشمن کے مذموم مقاصد کو ناکام بنانے کی جدوجہد کریں۔ آمین! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ندائے خلافت کی قیمت اور صفحات میں اضافہ

ہمارے قارئین اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ندائے خلافت جو تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے، ایک خالصتاً دعوتی و تحریکی رسالہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی تھی۔ لیکن اب ہوش ربا مہنگائی، کاغذ کی قیمتوں میں اضافے، طباعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور ڈاک خرچ میں اضافہ کے پیش نظر اگست 2026ء سے رسالے کی قیمت 20 روپے سے بڑھا کر 30 روپے کی جا رہی ہے۔ ساتھ 8 صفحات کا اضافہ بھی کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں اندرونِ ملک سالانہ نئے خریدار حضرات کے لیے زرِ تعاون 800 روپے کی بجائے 1200 روپے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس فیصلہ میں برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

(ادارہ)

امتِ مسلمہ کے احیاء کا اصل راستہ

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

3 مارچ 2024ء کو ہم انتظار میں تھے کہ شاید حافظ رجب طیب اردگان خلافت عثمانیہ کی بحالی کا اعلان کریں گے۔ اسے ہماری سادگی سمجھیے کہ ہم ہر ایک سے امیدیں باندھ لیتے ہیں اور پھر پریشان ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ کی ذات عالیہ بہت غیور ذات ہے۔ اسے یہ ہرگز پسند نہیں ہے کہ اس کے علاوہ کسی سے توقعات وابستہ کی جائیں۔ حضور ﷺ کو حکم ہوتا ہے ......

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ﴾ (آل عمران: 159) ''ان کو بھی شریکِ مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسا کرو۔''

اردگان صاحب کے بارے میں ہماری خوش فہمی کو اُس وقت بھی دھچکا لگا جب حال ہی میں انہوں نے انقرہ میں نیٹو سربراہ اجلاس کے دوران اپنا رشتہ ''خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ﷺ'' کی بجائے صرف ترکیہ کی تاریخ اور خلافت عثمانیہ کی باقیات کے ساتھ جوڑا۔ شاید یہ ان کی مجبوری ہو مگر ہمیں تو سچی بات ہے یہ طرزِ عمل پسند نہیں آیا۔ اس لیے کہ ''گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است۔''

نیٹو سربراہ اجلاس کے دوران مہتر بینڈ کی گونج، عثمانی پرچموں کی شان اور صدیوں پرانی عسکری روایات نے دنیا کو یہ واضح پیغام دیا کہ ترکیہ اپنی تہذیبی شناخت سے شرمندہ نہیں بلکہ اس پر نازاں ہے۔ یہ منظر یقیناً ان لوگوں کے لیے ایک جواب تھا جو سمجھتے تھے کہ جدیدیت کا مطلب اپنی تاریخ، اپنی تہذیب اور اپنے تشخص سے دستبردار ہو جانا ہے۔ لیکن ایک سوال اس سے کہیں بڑا ہے، اور وہ یہ کہ ایک مسلمان کی اصل شناخت کیا ہے؟ کیا مسلم تاریخ کا آغاز عثمانیوں سے ہوتا ہے؟ کیا اسلام کی عظمت کا سرچشمہ سلجوقیوں، عباسیوں یا اُمویوں میں پوشیدہ ہے؟ یا پھر ہماری اصل نسبت اس ہستی سے ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾﴾ (الانبیاء)

''اور (اے نبیؐ!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

ایک مسلمان کی تاریخ نہ انقرہ سے شروع ہوتی ہے، نہ استنبول سے، نہ بغداد سے، نہ دمشق سے اور نہ ہی کسی سلطنت سے۔ ایک مسلمان کی اصل تاریخ ''غارِ حرا'' سے شروع ہوتی ہے، جہاں پہلی وحی نازل ہوئی، اور مدینہ سے آگے بڑھتی ہے، جہاں پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی۔

سلطنتِ عثمانیہ ہماری تاریخ کا ایک درخشاں باب ضرور ہے، لیکن پوری کتاب نہیں۔ آج اُمتِ مُسلمہ کی سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ اس نے اسلام کو پس منظر

اُمت کو نئی سلطنت کی نہیں، نبویؐ سیرت کی ضرورت ہے، قوم پرستی کی نہیں، اخوتِ اسلامی کی ضرورت ہے۔

میں دھکیل کر قوموں، نسلوں، زبانوں، سرحدوں اور ریاستوں کو اپنی اصل شناخت بنا لیا ہے۔ قرآن نے ہمیں اُمّتِ واحدہ بنایا تھا، مگر ہم نے خود کو ترک، عرب، عجم، بلوچ، پنجابی، کرد، پشتون، افریقی اور نہ جانے کتنی شناختوں میں تقسیم کر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾﴾ (الانبیاء) ''بے شک تمہاری یہ اُمّت ایک ہی اُمّت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری ہی بندگی کرو۔''

سوچیے! اللہ نے اُمت کو ایک کہا، مگر ہم نے اسے پچاس سے زیادہ ریاستوں میں تقسیم کر دیا۔ اللہ نے اخوت کا حکم دیا، مگر ہم نے قومیت کو ایمان سے بھی بڑا رشتہ بنا لیا۔ اللہ نے قرآن کو محور بنایا، مگر ہم نے جھنڈوں، سرحدوں اور قومی مفادات کو مرکز بنا لیا۔ یہی ہماری شکست کا اصل سبب ہے۔ قرآن اعلان کرتا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾ (آل عمران: 103) ''اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو مل جل کر اور تفرقے میں نہ پڑو۔''

لیکن آج مسلمانوں نے اللہ کی رسی کو چھوڑ کر قومیت کی رسی پکڑ لی ہے۔ اسی لیے اُمت کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔

ترکیہ اگر واقعی عثمانیوں کی عظمت کو زندہ کرنا چاہتا ہے تو اسے صرف مہتر بینڈ بجانے کی ضرورت نہیں، بلکہ اس قرآن کو دوبارہ مرکزِ زندگی بنانا ہوگا جس نے ایک معمولی سے قبیلے کو دنیا کا امام بنا دیا تھا۔ یاد رکھیے! عثمانیوں کو عظیم بنانے والی چیز اُن کی تلوار نہیں تھی۔ اُنہیں عظیم بنانے والی چیز اُن کے توپ خانے بھی نہیں تھے۔ انہیں عظیم بنانے والی چیز ان کے محلات بھی نہیں تھے۔ ان کی اصل طاقت وہ ایمان تھا جو قرآن سے پیدا ہوا تھا۔ جب ایمان کمزور ہوا تو توپیں بھی بے کار ہو گئیں، لشکر بھی بکھر گئے اور سلطنت بھی ختم ہو گئی۔ یہ اللہ کا اٹل قانون ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ﴾ (سورۃ الرعد: 11) ''یقیناً اللہ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا' جب تک کہ وہ خود نہیں بدل دیتے اُس (کیفیت) کو جو اُن کے دلوں میں ہے۔''

اسلام کا مقصد دنیا پر مسلمانوں کی قومی برتری قائم کرنا نہیں بلکہ اللہ کے دین کی بالادستی قائم کرنا ہے۔ یہاں ایک اور بنیادی غلط فہمی بھی دور ہونی چاہیے۔ بعض لوگ اسلام کو صرف تلوار کا مذہب سمجھتے ہیں، حالانکہ اسلام کا مقصد جنگ نہیں بلکہ اصلاح ہے۔ قرآن نے قتال کو مقصد نہیں بلکہ ایک ناگزیر ذریعہ قرار دیا ہے، اور وہ بھی اس وقت جب ظلم، فتنہ اور جبر انسانوں کو اللہ کی بندگی سے روک دیں۔ اسلام دشمن کو نیست و نابود کرنے نہیں آیا بلکہ اسے ظلم سے روکنے اور حق قبول کرنے کا موقع دینے آیا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو انتقام کا دروازہ نہیں کھولا بلکہ فرمایا: ''آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو'' یہی اسلام ہے۔ یہی محمد عربی ﷺ کا انقلاب ہے۔ یہی وہ اخلاقی بلندی ہے جس نے دشمنوں کو بھی دوست بنا دیا۔

آج دنیا ایک ایسے نظام کے بوجھ تلے کراہ رہی ہے جس میں طاقت ہی قانون بن چکی ہے۔ اقوام متحدہ بے بس ہے۔ بین الاقوامی قانون طاقتور کے مفاد کا غلام بن چکا ہے۔ انسانی حقوق صرف سیاسی ہتھیار بن گئے ہیں۔ فلسطین، کشمیر، سوڈان، میانمار اور دنیا کے بے شمار مظلوم اس نظام کی ناکامی پر گواہ ہیں۔ انسانیت آج پھر کسی نئے سرمایہ دارانہ نظام، کسی نئے اشتراکیت یا کسی نئے سامراج کی محتاج نہیں۔ انسانیت کو پھر اسی نظام کی ضرورت ہے جو چودہ سو سال پہلے مدینہ میں قائم ہوا تھا۔ وہ نظام جس میں حاکم بھی قانون کے سامنے جواب دہ تھا۔ وہ نظام جس میں ایک یہودی بھی عدالت میں خلیفۂ وقت کے مقابلے میں کھڑا ہو سکتا تھا۔ وہ نظام جس میں حبشی غلام بلالؓ اذان دے کر اُن کا سردار بن گیا جو اشرافِ قریش کی قیادت کرتے تھے۔ وہ نظام جس میں عدل نسل سے نہیں، تقویٰ سے وابستہ تھا۔

آج اگر ترکیہ واقعی دنیا کی قیادت کا خواب دیکھتا ہے، اگر پاکستان اپنے قیام کے مقصد سے وفادار رہنا چاہتا ہے، اگر عرب دنیا اپنا کھویا ہوا وقار واپس حاصل کرنا چاہتی ہے، تو اُنہیں عثمانیوں، عباسیوں یا امویوں کے نام پر نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مشن پر جمع ہونا ہوگا۔ اُمت کو نئی سلطنت کی نہیں، نبویؐ سیرت کی ضرورت ہے۔ نئے محلات کی نہیں، نبویؐ کردار کی ضرورت ہے۔ صرف نئے ہتھیاروں کی نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی ضرورت ہے۔ قوم پرستی کی نہیں، اخوتِ اسلامی کی ضرورت ہے۔ اور اس اخوت کی بنیاد صرف ایک ہو سکتی ہے: اللہ کی حاکمیت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور قرآن کی بالادستی۔

آج مہتر کی آواز یقیناً تاریخ کی یاد دلاتی ہے، مگر اُمتِ مُسلمہ کو صرف مہتر کی گونج نہیں، محمد ﷺ کی پکار دوبارہ سننی ہوگی۔ جس دن یہ پکار دوبارہ مسلمانوں کے دلوں میں زندہ ہو گئی، اس دن نہ صرف اُمتِ مُسلمہ کی عظمت لوٹ آئے گی بلکہ پوری انسانیت کو عدل، رحمت، مساوات اور حقیقی امن کا وہ نظام بھی میسر آ جائے گا جس کی تلاش میں وہ صدیوں سے سرگرداں ہے۔ یہی وہ انقلاب ہے جس کا آغاز استنبول سے نہیں، مدینہ سے ہوا تھا؛ اور یہی وہ انقلاب ہے جو قیامت تک انسانیت کی واحد امید رہے گا۔ ان شاء اللہ!

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

انسدادِ سود کے لیے عملی اقدامات

(ا) اصولی اور عمومی اقدامات

1) دستور پاکستان میں وہ جملہ ترامیم فوری طور پر کر دی جائیں جن سے پاکستان کو کم از کم اصولی اور دستوری سطح پر اسلامی ریاست یا نظامِ خلافت کا درجہ حاصل ہو جائے! اس سے عوام میں عزمِ نو بیدار ہوگا اور ایثار و قربانی کا قومی جذبہ پیدا ہوگا۔

2) حکومت پاکستان سود سے متعلق فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف اپیل تو فوراً واپس لے لے' البتہ اس کی تنفیذ کے لیے کچھ مہلت حاصل کر لے۔

3) ربا کی حرمت اور اس کی خباثت کو آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ (ﷺ) کے حوالے سے جملہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام کیا جائے' تاکہ لوگ فرمان الٰہی: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾﴾ (البقرۃ) کے مطابق سود کو چھوڑنے اور نقصان برداشت کرنے کے لیے ذہنی اور قلبی طور پر آمادہ ہوں۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1553 دن گزر چکے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(16 تا 21 جولائی 2026ء)

جمعرات 16 جولائی: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر میں مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت اور شام میں مرکزی شعبۂ نظامت کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 17 جولائی: دن میں مرکزی شعبۂ مالیات کے اجلاس کی صدارت کی۔ نمازِ جمعہ سے قبل مشیرِ خصوصی محترم ایوب بیگ مرزا سے ملاقات کی۔ خطابِ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ سہ پہر میں مرکزی شعبۂ سمع و بصر اور بعد ازاں مرکزی شعبۂ نشر و اشاعت کے اجلاسوں کی صدارت کی۔ بعد نمازِ مغرب حلقہ لاہور غربی کے زیرِ اہتمام قصرِ سعید مارکی، وحدت روڈ لاہور میں ''عالمی تناظر میں قرآن حکیم کا تصورِ امن اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

ہفتہ 18 جولائی: دن میں توسیعی عاملہ، دوپہر میں دین حق ٹرسٹ اور شام میں توسیعی عاملہ کے اجلاسوں کی صدارت کی۔ رات میں دیرینہ رفیق تنظیم محترم اشرف بیگ کے دو صاحبزادوں کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی۔

اتوار 19 جولائی: دن میں توسیعی عاملہ اور سہ پہر تا قبل از نمازِ مغرب مرکزی تربیتی کمیٹی کے اجلاسوں کی صدارت کی۔ رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

پیر 20 جولائی: شام میں "Institute of Chartered Accountants of Pakistan" کے چند ذمہ داران کے پُرزور اصرار پر ادارہ کی ایک "Task force committee" کے دوسرے اجلاس میں مشاورت کے لیے آن لائن شرکت کی۔ بعد نمازِ مغرب ایک نوجوان حبیب کی عیادت کے لیے اُن کے گھر جانا ہوا اور اہل خانہ کے اصرار پر تذکیری گفتگو کی۔

منگل 21 جولائی: رہائش گاہ سے متصل جگہ پر اہلِ محلہ اور احباب کے لیے منعقد ہونے والے ماہانہ خطاب میں ''قرآن اور امنِ عالم'' کے موضوع پر گفتگو کی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا نیز تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ قرآنی نصاب کے حوالہ سے مختلف ذمہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کرائیں۔ چند احباب سے تعزیت و عیادت کے حوالہ سے رابطہ اور ملاقات رہی۔

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ میں اسرائیلی جارحیت کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ مختلف علاقوں میں ہونے والے تازہ فضائی حملوں میں متعدد فلسطینی شہید اور زخمی ہوئے۔ وسطی غزہ میں وادیِ غزہ پل کے قریب ایک گاڑی پر حملے میں 21 سالہ حسن مصطفیٰ الرزاینہ شہید ہوگئے، جبکہ خان یونس میں ایک گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔ غزہ کی وزارتِ صحت کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے جاری اسرائیلی حملوں میں اب تک 73 ہزار 269 فلسطینی شہید اور ایک لاکھ 73 ہزار 811 زخمی ہو چکے ہیں، جبکہ انسانی بحران مسلسل شدت اختیار کر رہا ہے۔ غزہ کی انتظامیہ نے جنگ بندی کے دوسرے مرحلے کو کامیاب بنانے اور اسرائیل کے اعتراضات کا راستہ روکنے کے لیے اہم پیش رفت کرتے ہوئے انتظامی اختیارات قومی کمیٹی برائے انتظام غزہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ فلسطینی قیادت کے مطابق اس اقدام کا مقصد جنگ بندی پر عمل درآمد، اسرائیلی افواج کے انخلا، تعمیر نو کے آغاز اور عوامی مشکلات میں کمی لانا ہے، جبکہ واضح کیا گیا ہے کہ اس فیصلے کا مزاحمتی ہتھیاروں سے کوئی تعلق نہیں، اس بارے میں تمام فلسطینی قومی و مزاحمتی قوتیں مشترکہ فیصلہ کریں گی۔
- مصری انٹیلی جنس کے سربراہ میجر جنرل حسن رشاد نے ٹیلی فون پر حماس کے نئے سربراہ ڈاکٹر خلیل الحیہ کو مبارک باد دی، جبکہ خلیل الحیہ نے مصر، قطر اور ترکیہ کے ساتھ جنگ بندی، اسرائیلی انخلا اور غزہ کی تعمیر نو کے لیے تعاون جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا۔
- قابض اسرائیلی فوج نے دعویٰ کیا ہے کہ غزہ کے وسطی علاقے میں ایک فضائی حملے میں حماس کے عسکری ونگ سے وابستہ عمر احمد ابو قاسم شہید کر دیئے گئے ہیں، جبکہ ایک امریکی رپورٹ میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ شدید جنگ کے باوجود حماس کا تنظیمی و عسکری ڈھانچہ بدستور قائم ہے اور اس کے ہزاروں جنگجو اور سرنگوں کا بڑا حصہ اب بھی فعال ہے۔
- کتائب القسام نے اپنے پہلے جنرل کمانڈر یاسر النمر وطی (ابو قاسم) کی شہادت کی چونتیسویں برسی منائی اور فلسطینی مزاحمت کی ابتدائی قیادت کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔
- مقبوضہ یروشلم کے نواحی قصبے حزما میں ایک شادی کی تقریب پر اسرائیلی فورسز نے آنسو گیس اور صوتی بم پھینکے، جس کے نتیجے میں متعدد افراد دم گھٹنے سے متاثر ہوئے اور خوشی کی تقریب خوف و ہراس میں بدل گئی۔
- فلسطین میں کمیشن برائے مزاحمتِ دیوار و آبادکاری نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی لینڈ اتھارٹی نے سلفیت کے علاقے میں قائم غیر قانونی بستی ''اریئیل'' میں مزید 342 نئی آبادکاری یونٹس کی تعمیر کے لیے ٹینڈر جاری کر دیا ہے۔ کمیشن کے مطابق رواں سال کی پہلی ششماہی میں 1138 نئی آبادکاری یونٹس کے منصوبے سامنے آ چکے ہیں۔
- فلسطینی جرنلسٹس سنڈیکیٹ کی رپورٹ کے مطابق سال 2026ء کی پہلی ششماہی میں اسرائیل نے فلسطینی صحافیوں کے خلاف 467 خلاف ورزیاں کیں، جن میں 8 صحافیوں کی شہادت، گرفتاریاں، براہ راست فائرنگ، میڈیا ٹیموں کو نشانہ بنانا، کوریج سے روکنا اور میڈیا اداروں پر حملے شامل ہیں۔ رپورٹ کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک 264 فلسطینی صحافی شہید، 226 زخمی اور 193 گرفتار کیے جا چکے ہیں، جبکہ 187 میڈیا ادارے تباہ کیے گئے ہیں۔
- فلسطینی قیدیوں کے ساتھ اسرائیلی جیلوں میں مبینہ بدسلوکی اور تشدد کے واقعات پر انسانی حقوق کی تنظیموں نے ایک بار پھر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بین الاقوامی تحقیقات اور قیدیوں کے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کیا ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **ایران: امریکہ سے کشیدگی بڑھ گئی:** ایران اور امریکا کے درمیان کشیدگی مزید بڑھنے کے بعد ایرانی پاسدارانِ انقلاب اور پارلیمنٹ کے اسپیکر باقر قالیباف نے امریکی حملوں اور معاہدوں کی خلاف ورزیوں پر سخت ردعمل دیتے ہوئے انتقام اور بھرپور جواب کا عزم ظاہر کیا ہے، جبکہ مجتبیٰ خامنہ ای سے منسوب پیغامات میں امریکا کو ''ناقابلِ فراموش سبق'' دینے، قومی اتحاد برقرار رکھنے اور امریکی وعدوں کو ناقابلِ اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ ایران نے اقوام متحدہ سے امریکا کے احتساب کا مطالبہ بھی کیا ہے، روس نے ایرانی جوہری تنصیبات پر امریکی حملے کی مذمت کی، جبکہ کویت اور سعودی عرب میں امریکی فوجی اڈوں اور تیل تنصیبات پر ایرانی حملوں اور ڈرون کارروائیوں کی اطلاعات بھی سامنے آئی ہیں۔ تہران میں بڑے بل بورڈ آویزاں کیے گئے ہیں جن میں ٹرمپ کو میت کے تابوت میں لپٹے دکھایا گیا ہے۔
- **سعودی عرب: ملٹی پل انٹری عمرہ ویزا متعارف:** سعودی حکومت نے ایک سالہ ملٹی پل انٹری عمرہ ویزا متعارف کرا دیا ہے جسے عمرہ زائرین کے لئے خوش آئند کہا جا رہا ہے۔ دوسری جانب امریکا نے تقریباً دو ارب ڈالر کے جدید اسلحے کی سعودی عرب کو فروخت کی منظوری دے دی، جبکہ حوثیوں کی جانب سے بحری ناکہ بندی کے اعلان کی شدید مذمت کرتے ہوئے سعودی عرب نے تجارتی جہازوں کے تحفظ اور کسی بھی حملے کا طاقت سے جواب دینے کا اعلان کیا ہے۔ چین نے بھی سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک کی خودمختاری کے احترام پر زور دیا، جبکہ سعودی اور کویتی وزرائے خارجہ نے ایرانی حملوں کی مذمت کی ہے۔
- **فلسطین/اسرائیل: نئے عام انتخابات کا شیڈول جاری:** فلسطینی صدر محمود عباس نے بیس برس بعد 28 نومبر کو قانون ساز انتخابات کرانے کا اعلان کیا ہے، تاہم غزہ کی جنگ اور مشرقی یروشلم میں اسرائیلی رکاوٹوں کے باعث اس کے انعقاد پر سوالات موجود ہیں۔ دوسری طرف اسرائیلی پارلیمنٹ (کنیسٹ) تحلیل کر دی گئی ہے جس کے بعد 27 اکتوبر کو عام انتخابات متوقع ہیں۔ جبکہ حماس نے خلیل الحیہ کو اپنا نیا سربراہ منتخب کر لیا ہے۔
- **بھارت: کشمیریوں نے یوم الحاق پاکستان منایا:** کشمیری عوام نے یوم الحاقِ پاکستان مناتے ہوئے پاکستان سے اپنے تاریخی تعلق کا اعادہ کیا۔ اتر پردیش میں گائے ذبیحہ کے الزام میں دو مسلم نوجوان گرفتار کیے گئے، مولانا محمد علی جوہر یونیورسٹی کے 38 بلاک گرانے اور سہارنپور کی قدیم مسجد شہید کرنے کے عدالتی احکامات جاری ہوئے، جبکہ مسجد انتظامیہ پر بھاری جرمانہ بھی عائد کیا گیا۔ جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس نے نئی دہلی میں ریاستی حیثیت کی بحالی کے لیے احتجاج کیا، جبکہ بھارتی حکام نے اظہارِ رائے پر مزید پابندیوں کے لیے سائبر کرائم کوآرڈینیشن سنٹر قائم کر دیا ہے۔ دوسری جانب بھارتی فوج کے ہاتھوں نوجوان عارف حسین کی شہادت کے خلاف مکمل ہڑتال کی گئی۔
- **بنگلہ دیش: شیخ حسینہ واجد کا ملک واپسی کا اعلان:** معزول وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد نے اعلان کیا ہے کہ وہ دسمبر کے قریب بھارت سے وطن واپس جائیں گی، خواہ انہیں گرفتاری یا جان کے خطرات ہی کیوں نہ لاحق ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنے ملک میں ہی ہر صورت انصاف کا سامنا کرنا چاہتی ہیں۔
- **قطر: سابق امیر شیخ حمد بن خلیفہ آل ثانی انتقال کر گئے:** قطر کے سابق امیر شیخ حمد بن خلیفہ آل ثانی 74 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ پاکستان سمیت متعدد ممالک نے ان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر
شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت
1kg
KLINIT
صفائی اور بچت ایک ساتھ
Multi Action Power Magic
Detergent Powder
With Colour Guard
DELIVERY ALL OVER PAKISTAN
میرا با اعتماد انتخاب
شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو
A proud PAKISTANI brand
Net Weight 1kg
TWO IN ONE ACTION
Whiff
Detergent Powder
Cleans + Disinfects
Let your Clothes Smile!
LONG BAR
SUPER SAVING PACK
DISHWASH BAR
JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan
For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.28

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore